کِلکاری

(ہریانوی مضامین، فکاہیہ، داستان اور [illegible] مجموعہ)

[illegible] مرزا

کِلکاری

مرتّب: اختر مرزا

(تراجم، انشائیہ، فکاہیہ، مضامین)

نوھرہ پبلی کیشنز۔
تصویر محل۔ بہادر پور چوک ۔بوسن روڈ۔ ملتان

نام کتاب:	کلِکاری
مرتّب:	اختر مرزا
کمپوزنگ:	اختر مرزا
اشاعت اول:	نومبر 2024
تعداد اشاعت:	300
سرورق:	
قیمت:	500 روپے
ناشر:	نوھرہ پبلی کیشنز۔ تصویر محل۔ بہادر پور چوک بوسن روڈ۔ ملتان

پبلیشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز:

نوھرہ پبلی کیشنز۔

مرکزی سیکریٹیریٹ: تصویر محل۔ بہادر پور چوک۔ بوسن روڈ۔ ملتان

انتساب

ہریاݨوی ماں بولی کی خدمت کرݨ آلے سارے لکھاریاں کے نام

فہرست

پیش لفظ

ہریانوی میری ماں بولی سے اَر منّے اس پے گھٹا ء ماݨ سے۔ دنیا کے ھر ماݨس نیں یو حق سے اَک وا اپݨی ماں بولی بولے اَر اس کے بدھاوے واسطے کام کرے۔ کوئے بی زبان اُس وقت تئیں اپݨی پچھاݨ قائم راکھے سے جِب تائیں اس کے بلݨ آلے اس نیں بولدے رھویں سیں۔ زبان کے گیلیاں اس تے جُڑے ھوئے ھور کئی کام ھوویں سیں۔ مثال کے طور پے، ثقافت، رہݨ سہݨ، ٹُوم ٹھیکری، کپڑے لتّے، رسم رواج اُس وقت تائیں رھویں گے جِب تئیں ینھ شبدھ بولے جاویں گے ۔ آج مھارے بالکاں نیں کوݨ بھتاوے گا اَک بِھینت، سِینت کے ھوویں تھے۔ مھاری دادی ،نانی اَر ماں کاناں مینھ گوکھرو، ناک میں پورلی، گلّ مینھ چندن ھار اَر جھالرہ پیھریا کردی۔ پَیراں مینھ کڑی اَر پچیب بی ھویا کریں تھی۔ ھاتاں مینھ کڑے، سُوت، چھیل کڑے بھی ھویا کردے۔ ہندستان تے آݨ آلے وینھ لوگ ایب ختم ھوندے جاویں سیں۔ نئی نسل اپݨی ماں بولی کے شبدھ بھولدی جاوے سے۔ دنیا ایب ایک گلوبل

ویلیج بݨ گی۔ ساریاں کے ھاتاں مینھ موبائل آ گے سیں۔ دیکھݨ اَر سُنݨ کا زمانہ آگیا۔ کتاباں نیں کوئے نی پوچھدا۔ مھارے تے بھی لوگ پوچھیں سیں اَک "کے کروگے کتاب چھپوا کے؟ جَد انھاں نیں کوئے پڑھݨیا ء کونی۔" مھاری جواب نیوں ھو وے سے۔ جے آج ھم نیں اپݨی زبان پے مھنت کر کے اس میں اپݨی ثقافت اَر رسم ورواج اپݨی بولی مینھ ناں سنبھالے تو آݨ آلے دس سالاں مینھ جماں ء ہریاݨوی بولݨ آلا کونی ملے گا۔ 2017 مینھ ہریاݨوی زبان کی رُکھال اَر اُس کے بدھاوے واسطے بݨݨ آلی تنظیم "نوھرہ" نیں اس کام کا بیڑا ٹھایا سے۔ اَر ہریاݨوی زبان مینھ ساری اصناف مینھ کتاب چھاپݨ کا کام شروع کریا سے۔ اس سلسلے مینھ سب تے پہلاں ہریاݨوی فونکس گلّے میل کھاندے اکھّر یعنی (Alphabet) بݨائے گئے۔ اس کی ضرورت نیوں پڑی اَک اردو کے حروف وینھ آواز پوری طریاں کونی لکھ سکدے جو ہریاݨوی مینھ بولی جاویں سیں۔ لسانیات پے کام کرݨ آلے دوستاں نیں رل کے ہریاݨوی قاعدہ ترتیب دیا۔ پھیر ہریاݨوی ٹائپ کرݨ کھاتر وینھ اکھّر کی بورڈ پے لے کے آئے۔

ادب کی ساری اصناف مینھ ہریاݨوی ادب لکھیا جارھیا سے۔ شاعری، افسانہ، مضامین، ترجمہ، ناول، داستان، ڈرامہ لکھیا جا رھیا سے۔ کتاباں کی ضرورت ھم نیں نیوں بی سے اَک ھم آج پاکستان مینھ رھواں ساں تو زیادہ تر اردو یا پھیر علاقائی زباناں یعنی پنجابی، سندھی، سرائیکی، وغیرہ بھی بولاں ساں۔ جے مھارے پے مھاری ماں بولی کے شبدھ ار رسم و رواج، مھاری ثقافت لکھی ھوئی ناں ھوئی تو مھاری آݨ آلی نسل نیں کیوکر بھتاواں گے۔

اس سلسلے مینھ ایک ھور بات بھی یاد راکھو اَک جے ھم چاھواں ساں اَک مھاری ماں بولی نیوں ء زندہ رھوے تو پھیر اس زبان کے بدھاوے کھاتر اَر اس نیں محفوظ راکھݨ کھاتر ہریاݨوی مینھ بھی ایم۔اے، ایم فل ار پی۔ایچ۔ڈی ھوݨا چاھیئے۔یو کام نیوں ء ھو سکے سے جِب مھارے پے ہریاݨوی زبان میں ادب کی ساری اصناف مینھ کتاب ھوویں گی۔ پھیر ھم یونیورسٹیاں تے کہہ سکاں گے اَک ایف۔اے، بی۔اے ار ایم۔اے مینھ ہریاݨوی کا مضمون بھی آفر کرو۔

اس کتاب مینھ ہریانْوی مضمون، ترجمہ، فکائیہ، داستان ار شخصی خاکے کٹھے کرے گئے سیں۔ لکھݨ آلیاں نیں اپݨی ماں بولی مینھ لکھݨ کا حق ادا کر دیا سے۔ ایب پڑھݨ آلیاں نیں چاھیئے اَک اپݨے بالکاں نیں بھی ہریانْوی لکھݨ اَر پڑھݨ کا ھنی لے کے آویں۔

اختر مرزا
فرح آباد۔ خان پور
0333-7493223

عظیم باپ

راؤ عمر حیات

سن 1928ء جون کی پہلی تاریخ نیں ریاست ہریانٹہ کے ضلع روہتک کے ایک گام سینپٹل مینھ جمعدار (نائب صوبیدار) راؤ نذر علی کے گھر تیسرا چھوراپیدا ہویا جس کا نام رحمت علی دھریا گیا، رحمت علی سے بڈے دو بھائی عالم علی اَر واجد علی تھے۔عالم علی فوج میں اَر واجد علی کھیتی باڑی کرے تھا۔رحمت علی سے چھوٹی دو باھنڑ اَر ایک بھائی لطیف بی تھا۔

نذر علی نیں چاء تھا اک میں اپنڑے اس بیٹے نیں سکول مینھ پڈھاؤں گا ،رحمت علی کی عمر جد آٹھ برس ہوئی تو پڈھن کھاتر سینپٹل تے چار کوس دور کلنگا کے پرائمری سکول میں داکھلہ کر ادیا گیا۔ اَر رحمت علی نیں بڈے شوق سے سکول جانٹا شروع کر دیا۔رحمت علی کا گہرا یار اَر چاچے کا بیٹا عبدالعزیز عرف جیجو بھی روز گیلے جاندا پر واہ

سکول کے باھر بیٹھ کے سارا دن رحمت علی کا راہ دیکھدا اَر دوپہر اپنے گیل گھر آندا۔ کلنگا تے پرائمری (چار جماعت) پاس کرنٔ پاچھے کلانور کے سکول مینھ داکھلہ ہوگیا اَر آگے پڑھائی شروع ہوگی۔ 1944 ءمینھ کلانور تے مڈل کا امتحان پاس کرلیا، جیجو کے گیل گیل جو ایک اور گہرا یار تھا واہ چماراں کا چھورا بنواری لال تھا۔ تینوں کٹھے کھیلیاں کریں تھے، کٹھے ناچ دیکھنٔ گام دھر گام جایا کریں تھے۔ پاکستان آنٔ پاچھے دونوں اپنے یار بنواری لال نیں کھوب یاد کریا کریں تھے پر اُس بکھت نہ تو وٹس اپ تھا اَر نہ اس طرح کے موبائل فون جو رابطہ ہو سکدا۔ 2017 ءمینھ میرا آسٹریلیا جانٔا ہویا تو اُڑے روہتک سے آئے بول ہریانٔہ چینل کے نمائندے راج نرائنٔ نیں میرا انٹرویو چلایا، بنواری لال کے بھتیجے سندیپ نیں واہ انٹرویو سُنٔ کے میرے تے رابطہ کریا ار اپنے تاؤ بنواری لال سے میری وڈیو کال پہ بات کرائی واہ منے دیکھ کے بوھت راجی ہویا جد اُس نیں بیرا لاگیا کہ میں رحمت علی کا چھورا سوں، اس کے چھ مھینے پاچھے بنواری لال فوت ہوگیا۔

جمعدار نذر علی کا گام مینھ چالیس ہاتھ لامبا پکا نوھرہ تھا جس مینھ سارے بُڈھے، جوان اَر بالک بیٹھیا کریں تھے، ڈانگر بھی بندھیں

تھے اَر گڈے بھی کھڑے ہوں تھے۔ شام نیں کھیتاں تے آ کے نوھرے مینھ کھوب محفل جمیں تھیں، بڈھے بڈے اپنٹے قصے سنٹاویں تھے اَر جوان ھوکّا بھر بھر لیاویں تھے۔ ان محفلاں مینھ چھوٹے بڈیاں سے ادب ادآب بی سیکھیں تھے ۔ ۔اَر ایک دوسرے کا آدر بی کریں تھے ، جھگڑیاں کے فیصلے اَر بیاہ سگائی بی نوھرے مینھ ہوں تھے۔ والد صاحب اپنٹے نوھرے کا اتنا ذکر کریا کریں تھے کہ ہم اس اپنٹے آپ نیں اس نوھرے مینھ بیٹھیا محسوس کراں تھے۔ اَر جد بنواری لال کے بھتیجے سندیپ نیں وڈیو کال کے ذریعے مھارا نوھرہ دکھایا تو منے نیوں لاگیا جنٹوں منے یوہ بوھت پہلاں دیکھ راکھیا سے، واہ نیوں کا نیوں تھا جِسا ابا جی بتایا کریں تھے ، اس مینھ کوئی بدلاؤ کونی آیا ۔

رحمت علی اَر اُس کے یاراں نیں سانگ (ڈرامے) دیکھنٹ کا بوھت شوق تھا ۔ جدبی بیرا لاگے تھا کہ کسے گام مینھ سانگ ہوریا سے تو سانگ دیکھنٹ پیدل ء اُس گام مینھ پوھنچ جیا کریں تھے ، اَر ساری رات سانگ دیکھ سویرے تڑکے اُلٹے آجیں تھے ، سکول کی کدے چھٹی نہیں کری ۔ گھنپت سنگھ ، بندہ میر مھی ، حاجن حسینہ کلات والی

اور دوسرے مشہور سانگیاں کے سانگ بوھت شوق سے دیکھیں تھے
۔

رحمت علی نیں گھومݨ کا بھی بوھت شوق تھا، سانگ دیکھݨ کے شوق مینھ اَر رشتے داریاں کی وجہ تے کھوب گام پھرے جن میں کلانور، روہتک، کلنگا، نگانہ ،سِوانی، جاٹوسانہ، کھیڑی ،اوول ، کاہنی وگیرہ گھݨے گام شامل تھے، ایک بر دلّی بی گئے ۔ 14 اگست 1947ء میں جد پاکستان بݨیا تو اپݨے دین کی کھاتر قائدِ اعظم کی آواج پہ لبیک کہندے ہوئے اپݨے بڈیاں کی گیل پاکستان آگے۔ جد رحمت علی کی عمر اُنیس سال تھی اَر تعلیم مڈل تھی۔

ہجرت کے پاچھے پہلا پڑاؤ منٹگمری تھا، پھیر سندھ بگ گے اَر دو سال سندھ (جیمس آباد) مینھ رہݨ پاچھے ریاست بھاولپور مینھ آگے اَر لال سوہانرے کے لوے پڑاؤ گیر یا۔ 1949ء میں مڈل تعلیم کی بنیاد پہ ریاست مینھ سکول ماسٹر بھرتی ہوگے اَر دو سال پاچھے پھیر ہجرت کرکے ڈونگے بونگے (بہاولنگر) بگ گے ، اُت نوکری کے گیل گیل کاشتکاری بھی کری ۔ 1963ء میں تبادلہ احمدپور شرقیہ ہویا تو پھیر اس شہر آگے اَر اُرے اِسا جی لاگیا کہ آخر بکھت تک اِسے شہر مینھ جندگی

پوری کردی۔ 1966 ءمینھ اپنٹی تعلیم مینھ دو جماعتاں کا اور اضافہ کر لیا اَریٹرک کی ڈگری لے لی۔ اللہ نیں دو بیٹے دئیے ایک راؤ عمر دراز جو کہ پاکستان ائیر فورس مینھ بھرتی ہوگیا اَر چھوٹا راؤ عمر حیات جس نے باپ کا پیشہ اپنا لیا۔

رحمت علی نیں اپنٹی ماں بولی سے بچپن سے بوھت پیار تھا، مھارا بچپن ان کے ہجرت تے پہلاں کے قصے، نوھرے کی باتاں اَر سانگ جوگیاں بارے سُنٹ کے گذریا۔ پوری پوری راگنی اُن نیں جبانی یاد ہوں تھی۔ پاکستان آنٹ کے پاچھے بھی یوہ شوق تھوڑا نہیں ہویا۔ شرو شرو میں اُرے بھی بیاہ شادیاں مینھ گاماں مینھ لوگ جوگیاں نیں بلاویں تھے ار راگنی گائی جایا کریں تھی۔ سانگ بھی ہوں تھے، آہستہ آہستہ نئی ٹکنالوجی نیں یہ چیجاں کھتم کر دیں۔

شعبہ درس و تدریس مینھ ہونٹ کی وجہ سے والد محترم راؤ رحمت علی لکھنٹ لکھانٹ کا شروع سے شوق تھا، کیوں کہ سانگ کھوب دیکھے، راگنیاں کھوب سنیں، ینھ سب جبانی یاد تھے۔ جوگیاں کی اَر سانگیاں کی کیسٹاں کا گھر مینھ ایک خزانہ تھا۔ پورے ملک میں جِت بی ماں بولی واسطے کوئی کٹھ ہو تھا تو جرور جاویں تھے۔ راجپوت برادری

کے گھنکھرے رسالے (نوائے راجپوت ، ندائے راجپوت ، راجواڑہ وغیرہ) مینھ اُردو اَر ہریانْوی مینھ نثر اَر اشعار لکھدے رہے پر تسّلی کونی ہوئی ، اس سفر مینھ جن دوستاں نیں ان کا ساتھ دیا ان میں ڈانوراں سے کنور نثار ایڈوکیٹ، کراچی سے کنور عبدالمجید ، کلور کوٹ سے جمیل احمد راٹا ار ملتان سے رانا نوشاد قاصر گیل گیل رہے ار رہنمائی بی کردے رہے۔ شروع سے جی مینھ تھا کہ کچھ بڈا کام کریا جاوے ۔ آکھر کار اس شوق نیں پورا کرنْ واسطے ہریانْوی افسانے لکھنْے شروع کرے اَر پھیر جدتیرہ چودہ افسانے مکمل ہوگے تو کتاب چھاپنْ کی جی مینھ آئی۔ اس کام نیں پورا کرنْ کھاتر والد صاحب راؤ رحمت علی کا سب سے گھنْا ساتھ جس نیں دیا ان مینھ رانا نوشاد قاصر ار راؤ محمد افضل کا نام سرِفہرست سے ، جے یہ دونوں ناں ہوندے تو کے برا یوہ کتاب چھپ نہ سکدی۔ ار پہلی کتاب ہونْ کا درجہ بی نہ پاندی۔

منے یوہ فخر سے اک میں اُس عظیم ہستی کا بیٹا سوں جس نیں ہریانْوی افسانیاں کی پہلی کتاب لکھی ۔ جے میں اُس دور پہ نجر ماروں تو یوہ کارنامہ کوئے چھوٹا نہیں لاگدا اک اتنی جدید سہولت نہ ہونْ پاچھے بی اس کتاب کا چھاپنْا واقعی ایک عظیم کام تھا ۔ اس کتاب کی

کھاس بات مصنف کی جوان سوچ سے ، جس بخت کتاب چھپی تو مصنف کی عمر اٹھہتر برس تھی پر کتاب مینھ اس عمر کی جھلک کتے نئیں دکھے گی کتاب پڑھ کے اِسا لاگے سے اَک اس کا لکھنڑ آلا کوئی جوان چھورا سے اَر اس کتاب کے چھوٹے افسانے دیکھ کے نیوں لاگے سے اک لکھنڑ آلے نیں گھنٹی جلدی تھی کہ ہریانوی کتاب چھپ جے۔منے ویں دن بی یاد سیں اک والد صاحب چھوٹے چھوٹے کاگذاں پہ کچھ نہ کچھ لکھدے رھویں تھے اَر کدے کنور نثار کدے جمیل رانا ارکدے کنورعبدالمجید لوّے بھیجدے رھویں تھے ۔اَرجد واہ شاعری یا نثر چھپ جے تھی تو بوھت راجی ہوں تھے۔ میں اس چیز نیں بی مانوں سوں اک اپنے باپ کی جندگی مینھ منے اس کتاب ار اس کی چھپائی بارے کوئی کام نہیں کریا ، پر جد منے اپنڑے باپ کے مرنڑ کے پاچھے یوہ عظیم کتاب پڑھی تو منے اپنڑے والد ساب نیں یاد کر کے بوھت فخر ہویا اَر اُسے دن منے اپنے من مینھ ٹھانڑ لی اک میں اس کتاب نیں دوسر کے چھپواؤں گا ار اپنے عظیم باپ کے مشن نیں آگے بدھاؤں گا پر دیر ہوندی گئی ، جد پاکستان اَر پاکستان سے باھر سے ہریانوی بھائیاں نیں مل کے ملتان مینھ نوھرہ تنظیم قائم کری تو

مئے حوصلہ ہویا اک اِب یوہ کام ہو سکے گا۔ اس کتاب کی دوسر کے چھپائی نوھرہ پبلیکیشنز کی چھتری تلے ہورھی سے ۔ اس معاملے مینھ شکرگذار سُوں نوھرہ تنظیم کے چئیرمین رانا تصویر احمد، جنرل سیکرٹیری اختر مرزا ، چئیرمین ادبی بورڈ رانا نوشاد قاصر، اسلم رانا ایڈووکیٹ ، پروفیسر نجمہ عثمان ، جمشید علی رانا، راؤ فیصل خان، انور علی رانا ، رانا اورنگ زیب ،رانا عطاء الرحمن، احمد سجاد بابر ، اکبر علی چوہان ، فہیم مغل ،مختار رانا ، راؤ وقار شاکر اَر نوھرہ کی پوری ٹیم کا جن نیں میرا حوصلہ بدھایا اَر میرا بھرپور ساتھ دیا۔ میں ان سب کا بھی دل سے شکر گذار سُوں جن نیں میرے والد محترم راؤ رحمت علی واسطے اس کتاب مینھ لکھیا ، ان میں سے کچھ اس دُنیا مینھ کونی ان سب واسطے دعائیں۔ ان کے علاوہ میرے بیٹے راؤ نعمان عمر ار راؤ فیصل حیات کا شکریہ جنہاں نیں اپنٹے دادّے کی کتاب دوسر کے چھاپنٹ مینھ دلچسپی لیئی۔دوسر کے چھپائی مینھ بی کچھ گلتیاں رہ سکیں سیں ان کی جرور نشان دہی کرنا اَر میرے واسطے اَر میرے والد محترم راؤ رحمت علی واسطے دعا کرنا ۔

ہریانوی کہبت

حاجی منشاد

بھارا ار ساہتیہ مینھ کہبت کی اہمیت سدا رھئی سے۔ اپنی بات نیں پر اثر بنان نیں کہبتاں عام برتی جانویں سیں۔ پاچھلے دور مینھ ہوئے کسے واقعے یا کسے پرانڈی کہانڈی کا نتیجہ جو لگے بندھے برناں مینھ کسے نئے واقعے یا مسئلے کی بابت مثال کے طور پہ بیان کریا جاوے کہبت کہاوے سے۔

کسے تجربے نیں بیان کرنڑ آلی ہر واہ بات یا مصرع جو سدھ ہوجے ار کسے نئے واقعے نیں تو لنڑ مینھ عام برتائی جاوے کہبت بنڑ جے سے۔ یا نیوں کہنڑا گھنڑا ٹھیک ہوگا۔ کوئے جملہ مصرع یا شعر جو جیون کے بارے مینھ کسے اصول رویے یا حقیقت نیں نر ملتا گیل بیان کردا ہوار سب لوگ اس نیں عام بول چال مینھ آج کی تلنا کرنڑ مارے برتنڑ لاگ جیں تو واہ کہبت کہواوے سے۔

اس نیں ءِ عربی مینھ ضرب المثل، انگلش مینھ سیئنگ کہیا جاوے سے۔ کہبت ار ضرب المثل میں کوئے انتر نھی ہوندا۔ صرف بولی کا فرق ہوسے۔ کہبت کی جمع کہبتاں ار ضرب المثل کی جمع ضرب المثال ہوسے۔

کہبت پر سدھ لوک جملہ ہوسے جس مینھ سوجھ بوجھ، سچائی، گیان،،بیوہار، تعلیم، روایتی اسٹائل مینھ پائے جاتوں ہیں جو نسل در نسل آگے چالدے رہویں ہیں۔

کہبت، کسے بھی سوسائٹی کی علاقائی، سنسکرتی اورار دھارمک تھیوریاں مینھ رچی بسی ہوئی بُدھی مانتا پہ ٹکی ہوئی ہوسے۔

جو قدیم سماجی سوچ، لوک بدھی مانتا، سوسائٹی کے آپسی میل جول، سبھاء، ارکسے بھی سمان میں رہنیئے لوگاں کی اقدار نیں ساہمنے لیانویں سیں۔

ان تھے ہٹ کے پرانے رسم و رواج،بیہم، ار کہاٹیاں بھی کہبتاں گیل جری ہوئی ہوں سیں۔ کہبت سے لینگویج مینھ نرملتا، گٹھتا ارکمیتا آجے سے۔ کہبت ایک اِسا جملہ ہوسے جس نیں بدلے بنا جیوں کا تیوں لکھیا اربولیا جاوے سے۔ گھنٹی بر کہبت بٹاٹیاں کے ناماں کا

عام آدمیاں نیں بیرا کونی ہوندا۔ گنڑے چنے لوگ ہوں سیں جو یو جانڑیں سیں اک یوہ کہبت کسی کوی کی لائین سے۔ یا کونسی کہبت کس نیں جوڑی تھی۔ کسے لینگویج کا گیان لینا ہو تو کہبتاں نیں سمجھنا انیواری ہو سے۔ ان کے بنا لینگویج کے گیان ساگر مینھ اتریاء نھی جا سکدا۔ ہریانوی مینھ بھی کہبتاں کا بہت بڈا بھنڈار لکھیا ہویا سے۔ جو لگاتار ہریانوی پڈھنیاں آگے دھر دار ھوں گا۔

آکاں کے آنب جام جنئیں اَر آنبیاں کے آک

آٹا گوندے اَرہالے کیوں سے؟

آگے ڈوڑ پاچھے چوڑ

آئی تیج بکھیر گئی بیج

آپکا مارے گا تو چھام میں گیڑے گا

ایک ہو پرینک ہو

اصل تے بیاج پیارا

اندھا آگے رووے اپنڑے نین کھووے

اپکی نیند سووے اپکی نیند اُٹھے

اُتر گیا گھیٹی ہو گیا مِٹی

اَپکا دکھ گات مینھ اَر دوسرے کا کاندھ مینھ

ایک تن لاگے سو تن جانڑے

آپکے لاگے جانئے، کے جانڑے پیڑ پرائی

ایک لوہار کی سو سنار کی

اَپکا ھوکّا اَر اَپکی مروڑ

اَپکی ہاتھ مینھ اوراں کی کانچھ مینھ

گھنڑی شیانڑی دوبر پووے اَر پھر بھی بھوکی سووے

جڑے جاٹ اُوڑے اے ٹھاٹھ

مندر مینھ جیلی کا کے کام

ساسو مراوے چورا ار چور بہو کا بھائی

جس گام جانڑا نئیں اُس کا راہ کیوں پوچھے

منگتے نیں تو ہر گھر جانڑا ہوسے

دودھ اَر پوت اللہ سب نیں دیوے

پوت اور کپوت کے پیر تو پالنڑا مینھ اے دِکھ جے سیں

ماڑا دیکھ کے لڑیئے ناں اَر موٹا دیکھ کے ڈریئے ناں

بیھلی نینڑ کاٹڑے مونڈے

بکرے کی ماں کدتک خیر مناوے گی

روندے جاویں اَر مریاں کی خبر لیاویں

گھر کا جوگی جوگنا اَر باہر کا جوگی سادھ

کتے کا کتا بیری

جس کے لاگے واہے جانے

ڈھگی نہ بچی اَر نیند آوے اچھی

گنجی کے نہاوے گی ار کے نچوڑے گی

سَر تے گنجی اَر کاکراں میں کلاں

چیل کے آلھنیاں میں ماس؟

چٹ منگنی پٹ بیاہ

توں آندری سے تو میں باہری سوں

ہالہ میں پھالا

گام بسیا کونی اَر منگتے پہلے آ گئے

بَݨ میں مورنا چیا تو کس نیں دیکھیا

ہالیا جاوے نہ چالیا جاوے پھٹے مونھ گوڈیاں گا

اَݨ دوشی کا دوش

بیاہ نہ سگائی پکڑن لاگیا کلائی

جیسا بیج بووے گا اُوسا اے جامے گا

دھی اے تنے کہہ سناؤں بئیوڑ توں کان کر

ہیلی ہیلی گادڑی شکار منڈے کھائے، ایک منڈا چھوڑ گئی ار روز ڈنڈے کھئے

مونھ لائی ڈومنی گاوے تال بے تال

توں بھی رانڈ میں بھی رانڈ کون بھرے گا گھر کا پانڈ

ماں بھی ادھنی دھی بھی ادھنی کون لیاوے گا مہارے پانی کی ملکھنی

جسے ہم او سے مہارے سگے، اُن کے اونٹ نہ مہارے گدھے

سانپ کا بچہ سپو لیا

مونھ کھاوے آنکھ شرماوے

ماں پھرے چو تھی چو تھی اَریٹا بٹیوڑے ء بخش دے

بلی کے بھاگیں چھینکا ٹوٹیا

کٹیا چھوٹی بابے گھنے

رانڈ تو رنڈ یپا کاٹ لے لنگواڑے نی کاٹن دیندے

سانپ لکڑ جا آگے تے، پٹتی پھرے لکیر نیں

ہمسایہ ماں جایا

ہانسی کی پھانسی

نو نقد اچھے تیرہ اُدھار کچھ نہیں

میٹھے بول کا کچھ نہ مول

چوری کا گڑ میٹھا

چوراں نیں پڑ گئے مور

ٹھگ نے ٹھگ سو کوس پے بھی پچھانڑ لے سے

مفت کا تیل تو جھولی مینھ بھی گھلا لے

اُتر گئی لوئی کے کرے گا کوئی

بڈبیری اے تیرے کھٹے مٹھے بیر تورے تھے چاکھے کوئی لیے گوج مینھ گئیر

ساسو نہ سسرا گھر لاگے ستھرا

بندی بوہاری تو پنسیری نیں بھی ڈگیا دے سے

بکری دودھ دیوے گی، دیوے گی مینگنڑ کر کے

وقت کی نماز اَر بے وقت کے دھکے

گھراں چھا ہو تو باہر بھی چھا ہو

ہریانوی لوک گیت

وقار شاکر راؤ

دنیا مینھ جتنی بھی زبان بولی جاویں سیں ہر زبان کا اپنا ادب ہوسے۔ ادب بھی دو ڈھال کا ہوسے ایک تو واہ ادب جو شہراں میں رہنْ آلے پڑھے لکھے لوگاں کا ادب جو لکھیا جاوے سے ار واہ کتاباں میں بھی چھپیا ہوسے۔ ار ایک ادب ہوسے گام دیہات کے رہنْ آلے لوگاں کا ادب یوہ ادب گاماں مینھ رہنْ آلے سیدھے سادھے ان پڑھ لوگاں کا ادب ہوسے اراس مار کا یوہ کدے بھی لکھیا ہویا نھی ملدا۔

یوہ تو بس پیڑھی دھر پیڑھی چالے جا سے ایک پیڑھی اپنے سے پہلڑی پیڑھی سے سنْ کے یاد کرے سے ار پھیر اُن پہ سے اُن کی اگلی پیڑھی لے لیے سے۔یوہ ادب نیویں چالدا رہوے۔ ہریانْوی زبان کے بولنْ آلے ہجرت کر کے پاکستان آئے تو اپنے گیل یوہ لوگ ادب بھی لیائے۔ بکھت گجر دا رہیا ار ہجرت کر کے آنْ آلیاں کی چوتھی پیڑھی آئی۔ ہریانْوی لوک ادب 1990ء لگ تو سارا نیوء چالدا رہیا

پاچھے لوگ ادب نیں چھوڑ دے گئے ار ایب آ کے تو حالت یوہ ہو گی کہ نئی نسل نیں نہ تو اپنے لوک ادب سے پیار رہیا نہ رسم رواج سے ہم نیں سوچیا کہ ہم آخری پیڑھی ساں جن نیں اپنا لوک ادب کا بیرا ہے۔ جے یوہ ہم نیں لکھیا نھی تو آنڑ آلی نسلاں پہ یوہ سب کچھ کھتم ہو جے گا۔ اس ماری اس لوک ادب نیں لکھ کے سامبھنڑ کی کوسس کر رہے ساں۔ ہریانوی لوک ادب مینھ کہانی، قصے، لوری، گیت سب ء کے سے۔ پہلاں ہم بات کراں گے ہریانوی کے لوک گیتاں کی۔ گیت بھی گھنٹی ڈھال کے سیں۔ ہر خوشی کا موقع کے نیارے گیت سیں ۔ گیت ہر رسم کے نیارے ہویا کریں سیں۔

ار رسم رواجاں کے حساب تھے ہم باری باری ساریاں کا ذکر کراں گے ار گیل گیل جڑی مڑی بات ان رسم رواج کی بھی کراں گے۔

(گود بھرائی کی رسم)

ہم سب تھے پہلاں بات کراں گے گود بھرائی کی رسم کی، بہو کا پہلی پیر بھاری ہونڑ کا بیرا لاگنڑ پاچھے گود بھرائی کی رسم ہو سے بہو

کے باپ کیاں سے بہو کے بنڑا کے ار سارے گھر کیاں کے کپڑے مٹھائی آوے سے۔

بہونیں سنگار پہرا یچ مینھ بٹھا دیں سیں بڑ بوڈھی سر پہ ہاتھ پھیر کے دعا دیوں ار دیرانی، جٹھانی ننڈ گیت گاویں سیں، ار ننڈ اپنی بھابھی سے بدھائی مینھ کے مانگے یں بھاوج اپنی ننڈاں جو مرے پوگے دان کرے سے۔ گود بھرائی کی رسم میں ایک گیت جس مینھ بھاوج اپنی ننڈ سے تکرار کر ری سے ہنسی مجاق مینجھ

(گود بھرائی کا گیت)

روپیا مانگے نندی لال کی بدھائی
روپیا مانگے نندی لال کی بدھائی
ایک روپیا میرے سسرے کی کی کمائی
اٹھنی لے لے نندی لال کی بدھائی
روپیا مانگے نندی لال کی بدھائی
ایک اٹھنی میرے جیٹھ کی کمائی
چونی لے لے نٹدی لال کی بدھائی
روپیا مانگے نٹدی لال کی بدھائی

ایک چونی میرے دیور کی کمائی
دوونی لے لے نٹدی لال کی بدھائی
روپیا مانگے نٹدی لال کی بدھائی
ایک دوونی میرے پیا کی کمائی
ٹھوسا لے لے نٹدی لال کی بدھائی
روپیا مانگے نٹدی لال کی بدھائی

اس گیت مینھ بھاوج اپنی نٹد گیل ہانسی مجاق مینھ دان کرنٖ پہ تکرار کرے سے اریوہ تکرار گیت کی صورت مینھ جد مانٹس سنٹے سے تو اصلی مجا تو پھیرءِ آوے سے۔ ینھ گیت مھاری ثقافت مینھ ان گیتاں گیل خوشیاں کا مجا گھناءِ بدھ جے تھا اسے راسے موکیاں پے سالہا سال کے لڑے ہوئے بھی اپنی لڑائی بھول کے ان خوشیاں کا سواد لیا کریں تے۔

(گود بھرائی کی رسم)

ججچا کی چٹوری جیبھ جلیبی مانگے سے
ججا کی چٹوری۔۔۔۔
اِس کے سسرے نیں گہنے دھر دیوالے

اِس کی ساسو کا لادیو مول جلیبی مانگے سے
چچا کی چٹوری جیبھ۔۔۔۔۔
اس کے دیور نیں گھنے دھر دیوا لے
اِس کی دیوارانی کا لا دیبو مول، جلیبی مانگے سے
چچا کی چٹوی جیبھ۔۔۔
اس کے بالم نیں گھنے دھر دیوا لے
ایب کے ساری ء لبتا دیوں کھول جلیبی مانگے سے
چچا کی چٹوری جیبھ جلیبی مانگے سے
اس گیت مینھ سکھی سہیلی کسی سوہنٹی طریاں ناچ گاٹے بجا کے سسراڑ آلیاں نیں ساریاں نیں کیوکر رگڑا لادیے سیں ار جے سامین سسنے تو سن دا ءِ جے۔

(جنم گیت)

روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی
چچا نیں بھاوے بالو شاہی
سسر میرے پے کیسے منگواؤں
سسرے کی مندی کمائی

جچا نیں بھاوے بالو شاہی
روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی
جیٹھ میرے پے کیسے منگواؤں
جیٹھ کی اوت لگائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی
روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی
دیور میرے پے کیسے منگواؤں
دیور نیں کرلی لڑائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی
روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی
نند ویا پے کیسے منگواؤں
نند لو بھن بھتائی
جچا نیں بھاوے بالو شاہی

روہتک میں مینھ بٹے سے مٹھائی

جچا نیں بھاوے بالو شاہی

پتی میرے پے اے میں منگواؤں

پتی کی بیل بدھائی

جچا نیں بھاوے بالو شاہی

روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی

جچا نیں بھاوے بالوشاہی

سائی تے اولیا یا اے مٹھائی

گیل مینھ لیایا حلوائی

جچا نیں بھاوے بالو شاہی

روہتک مینھ بٹے سے مٹھائی

جتا نیں بھاوے بالو شاہی

ہریانوی لوک گیتاں مینھ بات، مجاق سب کا ہووے سے ار ان گیتاں کے مینھ بھی۔ رشتیاں کا ماݨ سمان ہووے سے۔ جیو کر اس گیت میں جد سر کی بات کری تو گیلے اس کی تھوڑی کمائی کہہ دی۔

ار جیٹھ کی بات آئی تو جیٹھ نیں چھوڑ کے جٹھانی یہ بول ماردیا جیٹھ کا رشتہ بڑا تھا اس کا ماݨ راکھ لیا ار جٹھاݨی اوت بنا دی۔

نٹدویا کا ذکر کریا تو نٹد کی ائی بھتاوی اک واہ تو لوبھݨ سے۔ ساریاں سے پاچھے آکے مینھ کہہ دیا کہ میں تواپنے پتی پے اے منگنا والیوں، اسے کی توبیل بدھائی سے مطلب اسے کی نسل بڑھی سے ار پھیر اس کی بڑائی بھی کر دی اک واہ توبیائی کی مٹھائی بناݨ آلے حلوائیاں اسے گھراں میں تو مہارے لوک گیتاں نیں جسے سݨ کے دیکھ توبیرا لاگے نیں بکھت ماری لگائی رل کے نیں گارویں سیں تو بوجھو مت کیسا سواد آوے سے۔

گود بھرائی کے گیتاں سے جو کبھی بات ہولی ایب اگلی رسم ہو سے بالک جامݨ کے باد "چھٹی" کی جد بالک چھ دن کا ہوجے تو پھیر اس کے بال تروائے جاویں سیں ار بالک نیں نھواویں سیں۔ ار گیل گیل گیت بھی گاویں ساری لگائی رل کے۔ ار چھٹی پے بال تارٹیا نائی بھی بالک آلیاں پے مونہہ مانگیا دان لیوے سے۔ اس رسم کا چھٹی کا ایک گیت گھٹاءِ ستھرا جو اس رسم پہ گایا جاوے تھا۔

(چھٹی کا گیت)

تاتا پانی اے سمندراں کا

پوتا نھائیو اے مھارے دادا کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بیٹا نھائیو اے مھارے تاؤ کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بیٹا نھائیو اے مھارے باپو کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بیٹا نھائیو اے مھارے چاچا کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بھائی نھائیو اے مھارے بھائیاں کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بیٹا نھائیو اے مھارے پھوپھا کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

بھینجا نھائیو اے مھارے ماما کا

تاتا پانی اے سمندراں کا

سالا نھائیو اے مھارے جیجا کا

جِت گئے باٹیے

ملک عالم گیر

آج کا بہت گھٹی ترقی آلا دور تے پہلاں رات سوݨ تے پہلاں بڈے بزرگاں پے تے کوئے قصہ کہاݨی سنݨا اے بالکاں واسطے بڈی انٹرٹینمنٹ ہویا کرے تھی۔ میرا تعلق بھی اس آخری نسل تے ہے جس نیں اپݨے بڈیاں پے تے کوئی قِصہ سݨ کے ء نیند آیا کرے تھی۔

مہارے بزرگ ہم نیں صرف جِن بھوت اور پریاں کی کہاݨی ء نہیں بلکہ اپݨے آپ گلے بیتے ہوئے قِصے بھی سݨایا کریں تھے۔ ان آپ بیتیاں ہینھ سب تے گھٹی ان کی ہجرت اور ہندوستان ہینھ ان کے گزرے بکھت کی بات ہویا کریں تھی۔ کیونکہ ان بزرگاں نیں 1947ء میں پاکستان ہجرت کرݨی پڑی تھی۔ ان نیں اپنی آنکھیاں کے سامݨے اپݨے پیارے کٹدے دیکھے تھے اور اپݨا گھر بار کام کاروبار سب کچھ چھوڑ کے پاکستان آݨا پڑیا تھا اور نوا سِرا تے زندگی شروع کرݨی پڑی تھی۔

تو ان باتاں کا ان کی زندگی پے بہت گھٹا اثر تھا اور وینھ اپنے پوتا پوتی اور دیوتا، دیوتیاں نیں ینھ قصے یعنی اپنی آپ بیتی سنٹاندے رھیاں کریں تھے۔ بچپن مینھ میری دادی بھی منے روز راجہ رانڑی اور جن پریاں کی کہانڑی، آدمؑ اور حواؑ، ابراہیمؑ اور نمبرود، موسیٰؑ اور فرعون اور پیغمبر حضرت محمدؐ کی زندگی تے سچے اسلامی قصے اور اپنے ہندوستان کے گام، گھر ار کھیتاں کی بات سنٹایا کردی کہ کیوکر چنٹا ارباجرا کی فصل نیں ہرن مرگ، خرگوش اور موراں برگے پسو پنچھیاں تے بچانڑ واسطے کھیتاں میں جو نڈیاں پے چڑھ کے گوپھیے چلایا کریں تھے۔ (کھیت کے بیچ مینھ چار موٹے اور اونچے لاکڑ گاڈ کے ان پے گھاس پھوس، کانے اور لکڑاں کی چھات لا کے اونچی جگہ بنائی جاسئے جس پے چڑھ کے کھیت کی رکھوالی کری جے سئے اس نیں جو نڈا کہیں سئیں۔ اور ایک موٹا کپڑا کا چھوٹا سا ٹکڑا کے دونوں سریاں پے موٹی موٹی دور سی باندھی سیں اور اس کپڑا کے بیچ مینھ ماٹی کے چھوٹے ڈلے یا گولی رکھ کے زور تے گھما کے ایک سِرا چھوڑ دیا جے سئے جس تے گھنٹی ء آواز گلے واماٹی کا گولا دور تک پھینکیا جا سکے سئے۔ اس نیں

گوپھیہ کہیں سئیں) اور پھر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کے پاکستان آٹا پڑیا ار کیو کر پہنچے، دادی بتاوے کہ ہندوستان میں مہارا گام کا کرڈ تھا جو ضلع سنام اور تحصیل نروانہ میں پڑے تھا۔ ڈاکخانہ اچاٹا تھا ار نچار کھیڑا درو ہند کھیڑا، سربراہ، بھنبھوری اور چھوٹا اچاٹا وغیرہ پڑوس کے گام تھے۔ کاکرڈ گام میں سب تے گھنٹے تو ہندو جاٹ تھے ار باھمنٹاں کے بھی گھنٹے ء گھر تھے، باقی جو بڑے چمار اور لوہار تھے۔

مسلمان تھوڑے تھے جن مینھ سب تے گھنٹے تو کمہار تھے باقی تیلی اور چھمبیاں کے کچھ گھر تھے دو چار گھر مراثیاں کے بھی تھے اور لوہار مسلماناں کا بھی ایک گھر تھا۔

لگ بھگ سارا اے گام کھیتی باڑی کرے تھا۔ مسلماناں مینھ تیلی اور چھمبیاں پے اچھی بھلی زمین تھی ار وینھ کھیتی اے کریں تھے باقی مسلمان بے زمین ہندواں کی طرحاں محنت مزدوری کریا کریں تھے۔ سارا اے گام مل جل کے ریا کرے تھا کوئے فرق کونی تھا مہارے گھر کے دھورے سیو چند باٹیا کی حویلی تھی ہم سارے بالک سارا دن حویلی مینھ کھیلدے ریا کریں تھے وینھ کدے کسے بالک

نیں کونی روکیں تھے۔ گلے اے منشی باڈیا اور گدھیلا جاٹ کی دوکان تھی جس پے تے سودا سلف لیا کریں تھے۔ گلے اے فتح سنگھ اور چندگی کھاتی کے گھر تھے۔ چندگی کھاتی کے گھر آلی بہت بھلی لگائی تھی پر اللہ نیں ان کے کوئے اولاد کونی دیئی تھی واسا را دن منے کھلایا کرے تھی۔ مہارے گھر کے ڈونگر ذیلدار کی حویلی کی چھت پچھیت لاگے تھی۔

دھرما جاٹ، منشی، برسالا، منہیا اور سیہ جاٹ کے گھر پڑوس مینھ تھے۔ سیہ جاٹ کی گھر آلی لینا کی ماں بہت اچھی لگائی تھی، میرا بھائی عمردین کی سگائی آلے آگئے چھاترگام تے تو واسندیں دیسی گھی لے کے آئی کہ بٹیوؤ آرے سئیں گھر میں پتہ نہیں گھر میں گھی پڑیا سئے کہ نہیں۔

دھرما جاٹ کی بیٹی بھاگاں اور ڈونگر ذیلدار کی بیٹی کیسرار اور کئی اے چھوری ہم ساری اے مل کے کھیلنڑ جایا کریں تھی سارا اے کچھ بہت اچھا تھا پھر ہندو مسلمان کی ہل چل ہونڑ لاگ گی اور

سنڑ لاگے بھی مسلماناں کا نیارا دیس بنے گا نیوں کونی بیرا تھا کہ نیوں مارکاٹ ہو جے گی اور ہم نیں ہندستان تے جانا پڑے گا۔

پھیر پاکستان بنڑ گیا اور شہراں مینھ بہت گھنڑی مارکاٹ شروع ہوگی ۔ ہولے ہولے یا مارکاٹ شہراں تے گاماں تک ہوگی اور روز اے سنڑ لاگ گے آج وا گام کاٹ دیا آج وا گام پھوک دیا۔ کئی گاماں میں اتنی گھنڑی آگ لاگی کہ ڈونڈے مہارا گام تک دیکھیں تھے لوگ ذیلدار کی حویلی اردڑپاں پے چڑ چڑ کے دیکھیا کریں تھے۔ حصار مینھ نیا ٹا مسلمان جاٹاں کا گام تھا اس پے دھانسو کے بسوٹیاں نیں چڑھائی کردی گلے اور گاماں کے ہندو بلا راکھے تھے، ان نیں سا اگام جلا دیا جو لوگ آگ تے باہر لکڑنڑ لاگے وینھ برچھی بھالیاں گلے کاٹ دیے۔

مہارا دھورے اے ڈنودا گام پے چڑھائی ہوئی اوڑے تیلی، بلوچ ، لوہار اور میراثی مسلمان تھے گھر گھنکھرے تو کاٹ دیے تھوڑے بہت بچ کے پاکستان آگئے کچھ اوڑے کے اے ہندواں نیں بچا لیے جن گلے ان کا اچھا آنڑ جانڑ ہووے گا۔ وینھ آج بھی

اوڑے اے سئیں رہیڑہ گام پے چڑھائی ہوئی، نیلیاں آلی کھیڑی پے چڑھائی ہوئی وا مسلمانان کا تگڑا گام تھا۔ تیلی مسلمان تھے ان نیں توپ بنا راکھی تھی۔بیشتر آ گا لیا ان نیں دھیڑ کا پھیر بھی ان نیں گام چھوڈ نا پڑیا اور پاکستان آنا پڑیا۔ موٹھ لوہاری پے دلی تک کے جاٹاں نیں چڑھائی کری روہتک کانی کوئیں بھر گے لگایاں گلے جن نے عزت بچاݨ واسطے کوئیاں میں ڈانک مار مار کے جان دے دی۔ ماجرا گام مینھ میرا چاچا رہیا کرے تھا۔ میرا چاچا کی بیٹی اپنی بھابھی کا چھلا کراݨ آری تھی اس کے آپکے بھی بالک ہوݨ آلا تھا، موٹھ لوہاری تے واپس آندے ہندو ان کے گام مینھ پڑ گے، ان کے گھر مینھ آدمی تو کوئے پائے کونی وینھ کھیتاں مینھ جارے تھے وینھ دونوں نند بھابھی نیں گام تے باہر جوہڑ پے لے گے پکڑ کے اور کپڑے پاڑ دے دونوں کے ار بولے ناچو سارا ماجرا گام کھڑیا دیکھے تھا پر کسے میںنھ روکݨ کی جرآت کونی تھی پھیر وینھ دونوں ماردی ان کے پیٹ میںنھ تلوار ماری بالک باہر پڑے آ گے ایک نیں بالک بھالا پے ٹانگ دیے اور بولیا پہنچا دی ہیں گاڑی تو پاکستان۔

مہارا گام مینھ ایک آدمی اور لگائی آئے جنگل۔ پٹیالہ کانی کے ویں لوے ہی مہارا سارا گام کاٹ دیا ہم بچ کے بھاج آئے ہم نیںٰ راکھ ہو کوئے پر کسے نیں کونی راکھے سارے ڈریں تھے نی کدے ہندو ہم نیں مار دیں وینھ بچارے بِک گے دو دن بعد ان دونواں کی لہاس متلوڈا کے ٹیبیاں مینھ پڑی پائی ماردیئے بچارے کسے نیں۔

مہارے گام آلیاں کا اللہ بھلا کرے مہارا گام بہت اچھا رہ گیا۔ مہارے تے کسے نیں کچھ نہیں کہیا بس دو لونگاڑے چھورے تھے ایک جے کرنؕ کا چھورا تھا جس کے ماں باپ مر لئیے تھے اور بہنؕ بھائی کوئے تھا نہیں اس نے کوئے پوچھنؕ آلا کونی تھا، پر دھرما جاٹ ایک بہت بھلا مانؕس تھا جد اس کے سامنؕے اس کے بیٹا نیں کہیا کہ مسلمانان نیں ماراں گے تو وہ بہت غصہ تے بولیا " تھم پاکستان کے ساٹے لاگو سو، کل تک کونی مارے تھم نیں مسلمان آج ان کا بھکت ڈِگ گیا تو تھم بد معاش بنؕو سو پیں سدا کے ارے اے تھے اور زیناں کے مالک ہیں خبردار رہیو کسے نیں کچھ غلط حرکت کری تو میرے تے بُرا کونی ہووے گا کوئے"۔

ایک منگّل کانا بھی تھا وینھ کہندے پھریں تھے کہ ہم موٹھ لوہاری تے ایک رانگڑی لہاواں گے جس کی گھٹی مینھ تے پانی چالدا دکھے گا ارگام آلے مسلمان تے بھی نبڑلیاں گے ار فقیریا تیلی نیں بھی نبڑاں گے (فقیریا تیلی دادی کا باپ تھا)دوسرا بولیا فقیریا تیلی تو بھلا مانُس سئے (دادی کا باپ جھاڑے پھونکے کرے تھا تو سارا گام اس کی قدر کرے تھا) تو دوسرا بولیا۔ فقیریا تیلی کا کے بھلا واتو بکریاں کی نیڑ گرک سی اڈا کے رکھ دے سئے (قربانی کے جانور ذبح کرے تھا وا) اسکا بھی علاج کروں گا"۔

مہارے گام مینھ دربار بھی تھے گھونگر بابا اور کلی گر بابا کے دربار گھونگر بابا زندہ دھرتی میںنھ سمایا ہوا تھا اور اس کے مزار پے بالو بانک کا ایک بابا مجاور تھا ایک دن اس نیں سارا گام کی پنچائت بلائی اور کہیا کہ ارگام واسطے بابا کا ستر بسہ ہے کہ کاکڑ گام کا کوئے ہندو پانے گام کے مسلمانان نیں کچھ نا کہوے، تا کسے مسلمانی گام پے چڑھائی کرنْ جاویں جے کسے نیں اسا کچھ کریا تو وا خطا کھاوے گا اور گام کے مسلمانان واسطے سندیسہ سئے کہ گام کے مسلمانان نیں پاکستان جانْا

پڑے گا اور ویں صحیح سلامت پاکستان پہنچیں گے اور ان کا کوئی نقصان کونی ہوئے بلکہ راہ میں بالک پیدا ہووے گا اور چاولاں آلی جگہ پے پہنچو گے"۔

سارا گام نیں بابے کی بات دھیان تے سنٹی اور دل تے مان لی پرانی نیں منیاں نین مذاق اڑایا دو چار دن بعد مومن کمہار کا چھورا ڈونگر ذیلدار کے کھیت میںنھ گھاس پاڑدا پھرے تھا۔ ڈونگر ذیلدار نیں دیکھیا کہ چنڑا اورے کرنڑ آلا چھورا بھی اوڑے اے پھریں تھے تو وا ذیلدار مومن آلا چھورا دھور آیا اور بولیا جلدی سی گھراں بھاج جا کدے میں تیرا کوئے نقصان کا کردیں ڈونگر تو اس چھورا نیں سمجھانڑ آگیا تھا پاچھے سے اس کی بندوق چڑانے ٹھالی اور جے کرنڑ آلا تے بولیا یا کیو کر چالے گی رے۔

جے کرنڑ آلا کہوے دھیان راکھیے اے کدے میرے اے ٹھوک دیے میرا تو کوئی بہن بھائی بھی کونی اور. ار اتنے مینھ اے چھورے پے بندوق چل گی ار گولی سیدھی جے کرنڑ آلا کے لاگ گی ذیلدار آواز سن کے گیا تو وا اتڑ پھڑ لاگ ریا تھا اس نیں گام میںنھ لے

کے آئے اتنے میںنھ وا مر لیا ذیلدار نیں سوچیا جے تھاڑہ میںنھ بتایا تو گام میںنھ پولیس آوے گی اور گام کے مسلماناں نیں بیرا لاگ جے گا اور کوئے مسئلہ نا بنڑ جے۔ اس نیں چترا کا بابو دھرما جاٹ کے 100 روپے جرمانہ کر کے چپ کر کے واڑو کن دے دیا۔ اس نیں انت ٹھارکھی تھی وا مر گیا۔ کرڑ کی گھانٹی اس کے بعد چترا کڑیاں چاھل گیا اور دوبارہ گام میںنھ کونی دیکھیا۔

میں ایک گھر آلا سوں

تنزیلا راٹا

(پطرس بخاری کے مضمون "میں ایک میاں ہوں" کا ہریاݨوی ترجمہ)

میں ایک گھر آلا سوں۔ کہنا مانݨ آلا ' اپݨی گھر آلی روشنی نیں اپݨی ہر ہر بات کے بارے مینھ جاݨ کاری دیوں سوں مَنّے نوں لاگے سے بھئی یو ءمیرا سب تے پہلا فرض ہے یوء اے مھاری جندگی کا اصول سے۔ بس اللہ مھارا انجام اچھا کرے۔
میری لُگائی میرے جگری یار دوستاں کی ساری عادتاں نیں خوب جاݨے ہے جسکا نتیجہ یوء ہے کہ مَنّے اپݨے یار جتنے اچھے لاگے ہیں میری گھر آلی کی نظراں میں بچارے اُتنے ء رَڑکے ہیں۔ میرے یاراں کی جو عادتاں مَنّے بھاویں سَیں میری لُگائی انھاں نیں ایک سِدے سادے بندے واسطے بے عزتی کا کارݨ سمجھے ہے۔

اِیب تمھ یوء نہ سمجھ لیو بئ میرے یار دوست کوئ اِسے اُسے آدمی سَیں کہ جنکا نام بندہ کسے چج کی جگہ لیوے تو پچھتا ٹا پڑے ۔ کچھ بچارے اپنڑے کام کی وجہ سے کچھ میرے برگے یاراں کے گَیل رہنڑ کی وجہ سے سارے ء نیچ کے طبقے سے ہیں لیکن اِیب گَے کروں کہ ان سَنگیاں کی یاری میرے گھر کے سکون واسطے خطرہ بنڑدی جا ری ہے۔

جس طرح اِیب تھم اپنڑے مرزا صاب نیں ء دیکھ لو اچھا بھلا بندیاں برگا بندہ ہے ۔ وَا ہے تو جنگلاں کے محکمے مینھ اچھی جگہ پہ لیکن سکل اِسی بھولی سے کہ نُوں لاگے ہے جَنڑوں میجت کا امام ہو ٹا۔ جُوا وَا نِی کھیلدا۔ گُلی ڈنڑے کا شوق اس نیں کونی۔ کسے کی گوجھ کاٹدا بھی کدے نئیں پکڑیا گیا البتہ کبوتر ضرور پالں راکھے سَیں ان مینھ ء جی لاگے ہے اسکا ۔ میری لُگائ تو اِسے نَرم دِل آلی سَے اَک محلے کا کوئ بدمعاش جوا کھیلدا پکڑا جاوے تو اس کی ماں دھورے ماتم کرنڑ چلی جاوے ہے ۔ گُلی ڈنڈا کھیلدے کِسے کی آنکھ پھوٹ جَے تو اسکی ںَلّم پٹی کرنڑ چلی جاوے گی، کوئ قسمت کا دھنڑی جیب کاٹدا ا پکڑا جاوے

تو سارا دن بیٹھی روندی رَوے گی لیکن وَا بَھلا مانٹس جس نیں ساری دنیا مرزا صاب کہندی نہی تھکدی میرے گھر ییں " مرنٹ جوگا کبوتر باز" کے نام سے جاٹیا جاوے ہے کَدے بھول کے بی آنکھ اُوپراں نیں کر کے کِسے چِیل ،کاگ، گِدھ، شِکرے نیں دیکھدا ہِل جوں بَس فیر روشنی نیں لاگے گا کہ میرا لوگ اِیب کبوتر باز بنٹیا کہ اِیب۔

اِس کے باد مرزا صاب کی شان یینھ ایک قصیدہ پڑھیا جاوے گا اَر گیل ء میری بی تعریفاں کے پُل باندے جاویں گے۔

ایک دن جَدیوء ہویا تو مَنّے پکّا ارادہ کر لیا بھئی اس کمبخت کے دھورے دوبارہ کونِی پھٹکُوں، آخر تو گھر کا سُکھ چین سب سے بَدھ کے ہے۔ گھر آلی کے سامنٹے یار دوست کَے ہیں ؟ میں گیا گُسے یینھ بھریا ہویا مرزا صاب کے گھر اَر کِواڑ بجایا۔ بولا اندر آجا۔ مَنّے کہیا نئیں آندا ! تَیں بَار آ۔ کھیر یَیں اندر چلا ء گیا ۔سارے وَجود پہ تیل مَلے ایک کبوتر کی چُونچ منہ یَنھ لیے دھوپ سیکنٹ لاگ را۔ مَنّے بولا بیٹھ جا۔ مَنّے کہیا نہ بھئی بیٹھوں تو کونی ۔ آخر بیٹھ ء گیا۔ اُن نیں بِی میرے

تیوراں کا بَیرا تھا بولا ۔"کیوں بھئی کھیر تو ہے ؟ مَنّے کہیا کچھ نہی۔ بولا کیوکر آیا سَے ؟ "

اِیب میرے جی میں آیا ایک دَم اے ساری رام لیلا سُنا دُوں اَر گھر جاؤں فَیر سوچیا کہ نیوں کہوں تو مذاق ء نا سمجھ لے چلو کسے ڈھنگ سے بات کروں ہوں۔ فَیر سمجھ میں ء کچھ نہ آیا تو میں بولیا ۔

مرزا۔ بھئی کبوتر بوہت مہنگے ہووے ہیں؟"

یہ سُندے ء مرزا نیں چین تے لے کے امریکہ تک کے سارے کبوتراں کے بارے مینھ بھتاٹا شروع کر دیا فیر دانٹے کے مہنگے ہونٹ کا بھتانٹ لگ گیا فیر دانے اَر کبوتراں نیں چھوڑ صرَف مہنگائی پہ آگیا۔ اُس دن تو میں چُپ کر کے گھر آگیا لیکن اِبے بی کھَٹ پَٹ کا ارادہ تھا ۔ خدا کا کرنٹا اِسا ہویا کہ شام نیں گھر آلی مان گی تو مَنّے کہیا۔" اِیب مرزا صاب سے بگاڑنٹ کی کَے ضرورت ہے؟" یُوں مرزا سے بھی منہ سِدا کر لیا۔

میری جندگی کڑوی کرنٹ واسطے ایک ناں ایک دوست ہمیشہ تیار رہوے ہے۔ میری گھر آلی نیں ہر وقت میرے یَنھ کِسے نہ کِسے

دوست کی بُری عادتاں نظر آندی رہوے ہیں اُورے تک کہ میری اپنْی سیرت تو جَما ء کھتم ہو گی ہے۔

شادی تے پہلے میں کَدے دس بجے سو کے اٹھوں تھا کَدے گیارہ۔ اَر اِیب کتنے بجے اُٹھوں ہوں ؟ اس کا اندازہ صرَف وینھ ء لوگ لگا سَکیں ہیں جنکے گھَراں مینھ سبیرے کا ناشتہ زبردستی سات بجے کروا دَیں ہیں۔ اگر مَیں کَدے انسان ہونْ کی وجہ سے تڑکے جلدی نہ اٹھوں تو فوراً گھر آلی کہوے گی ۔" یہ اُس نِکھٹو یار نسیم گیلیاں رہنْ کا نتیجہ ہے۔"

ایک دن میں تڑکے ء تڑکے نہا رہیا تھا جاڈے ہونْ کی وجہ سے ہاتھ پَیر کانبنْ لاگ رے تھے ۔ لگاؤں تھا صابن سِر پہ اَر جاوے تھا ناک میں ' مَنّے اللہ ء جانْے کَے سوچ کے گاٹا گاٹا شروع کر دیا" توری چھل بل ہے نیاری ۔۔۔" بس فِیر کے تھا پہلے تو میرے سے کھوب لتاڑیا اَر فِیر اس کا سبب میرا یار پنڈت جی بتایا گیا۔

تھوڑے دن اُرے کی بات ہے ایک اِسا حادثہ ہویا کہ مَنّے سارے یار دوستاں سے چھوڈنْ کی قسم کھا لی۔

تین چار دن پہلے کی بات ہے روشنی نیں میرے سے اپٹی ماں کے گھر جاݨ کا پوچھیا۔ جد سے مھاری شادی ہوئی تھی روشنی ایک دو باری ء ماں باپ کے گئی تھی اَر فِیر اُس نے کچھ اس طراں پوچھیا کہ میرے سے انکار کرٹا مشکل ہو گیا ۔ بولی۔"فِیر میں ڈیڑھ بجے کی گاڈی سے چلی جاؤں؟"

مَنّے کہیا۔" اَور کے؟"

وَا جان کی تیاریاں مینھ لگ گی اَر میں اپٹی آزادی کے بارے مینھ سوچݨ لاگ گیا کہ اِیب بیشک میرے دوست آویں ،بیشک ہم ادھم مچاواں، بیشک گاݨے گاواں ، جَد جی کرے گا اٹھوں گا جَد جی کرے گا سوؤں گا ، جَد دل کرے گا تھیٹر دیکھݨ جاؤں گا۔ یائے بات سوچدے سوچدے میں بولیا"

روشنی جلدی کر نا تو گاڈی لِکڑ جے گی"

ساتھ اے اسٹیشن گیا اس نے بِٹھاݨ ۔ جَد گاڈی مینے چڑھا دیا تو کہݨ لگی"کھت لکھدے رہیو"

مَنّے کہیا" ہر روز۔ اَر تَیں بی لکھدی رہیے"

" روٹی کھاݨ مینھ دیر ناں کریے' اَرہاں صاف ستھری جراباں اَر رُومال الماری کے نِچے آلے خانے مینھ راکھے ہیں "
فِیر ہم دونوں چُپ ہو گے اَر ایک دوسرے کی شکلاں دیکھدے رہے۔ اُسکی آنکھاں مینھ آنسو آگے میرے بِی جی کے کچھ ہوݨ لاگا۔
آخر گاڈی چلی گئی اَر میں گھنٹی ء دیر لاری اڈے پہ کھڑا رہیا۔
فِیر ایستا اِیستا چالدا ہویا کتاباں کی دکان تک آیا اَرسالیاں کے صفحے پلٹ پلٹ کے تصویراں دیکھدا رہیا ۔ ایک اخبار کھریدا گوجی مینھ گھالیا اَر گھر کاہنی جاݨ لگا فِیر خیال آیا اِیب جڑے گھر جاݨا ضروری کونی اِیب جڑے جی مینھ آوے جا سکوں ہوں ' جی کرے تو ٹہلدا رہوں ، جی کرے تو قلابازیاں لاندا پِھروں۔
کہوے ہیں جَد افریقہ کے جانگلیاں سے کسے تمیز آلے مُلک مینھ رکھیا جاوے ہے تو اُنہاں نیں وا سارا کچھ بہت اچھا لاگے ہے لیکن جس طریاں ء واپس جنگل مینھ آویں ہیں تو کھُشی کے مارے چیکاں مارݨ لگیں ہیں۔ کچھ اِسی ء حالت میری بھی ہو رہی تھی ۔میں فٹا فٹ اسٹیشن سے باھر لکڑیا، تانگے آلے سے بلایا، اَر چھلانگ مار کے اس

مینھ بیٹھ گیا۔ لاتاں کھُوب کھول لی اَر اُس تے کہیا، بھئی کلب لے چال۔
رستے مینھ ایک ضروری کام یاد آیا تو تانگہ مُڑوا کے گھر گیا اَر بار سے ء نوکر سے آواز دیئی:

"ارے امجد!"

"جی ھجور!"

"دیکھیے نائی نے کہہ دیے کل گیارہ بجے آوے"

"اچھا جی"۔

"گیارہ بجے کا سنڑ لیا نا؟ کِے روز کی طریاں فِیر چھ بجے نہ آجے"۔

"جی بہت اچھا ھجور"۔

"اَرجے گیارہ بجے سے پہلے آجے تو دھکے مار کے بار کر دیے"۔

کلب پہنچا' آج تک کَدے دِن کے دو بجے کلب نہی گیا تھا' اندر گیا تو کوئی نہ کو کو۔ بندہ نہ بندے کی ذات۔ سارے کمرے دیکھ مارے۔ بلیئرڈ آلا کمرہ کھالی، شطرنج آلا کمرہ کھالی۔ صرف کھانڑ آلے کمرے مینھ ایک ملازم چھُریاں تیز کرنڑ لگ را۔
اس سے پوچھا "کیوں بھئی آج کوئے کونی آیا؟"

بولا" ھجور تھم نیں بَیرا اے ہے اِس وقت بھلا کوݨ آوے ہے؟"
جی بڑا کھٹا ہویا۔ بار نکل کے سوچیا اِیب کے کروں؟ کچھ سمجھ نہ آیا تو مرزا صاب کے گھر جا پہنچیا۔ اوڑے جا کے سنݨ نیں ملیا کہ اِبے دفتر سے ء کونی آیا۔ دفتر چلا گیا۔ مَنّے دیکھ کے بڑا ھَیران ہویا۔ مَنّے اس سے ساری بات بھتائی !
کہݨ لاگیا۔" تِیں بار کمرے مینھ بیٹھ' میں اِبے آیا کام کھتم کر کے تیرے ساتھ چلوں گا شام کا کے پروگرام ہے؟"
مَنّے کہیا "تھیٹر"
بولا چل ٹھیک ہے"تیں بیٹھ میں آیا"
بار کمرے مینھ ایک کُرسی پڑی تھی میں اُس پہ بیٹھ گیا اَر انتظار کرݨ لگ گیا۔ گو جی میں تے اخبار کاڈھ کے پڑھݨا شروع کر دیا۔ الف سے یے تک سارا پڑھ دیا فِیرِ بی چار بجݨ مینھ گھنٹہ رہ رہا تھا مَنّے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا' سارے اشتہیار پڈھ لیے اَر فِیر سارے اشتہیاراں سے دوبارہ بی پڈھ لیا۔

آخر کار اخبار پھینک کے بے تکلف ہو کے جمائیاں لین لگ گیا' جمائی پہ جمائی ۔ دے جمائی پے جمائی۔ اورے تک کہ جبڑے دکھن لاگ گے ۔

فِیر ٹانگاں ہلاتا شروع کردی ' اس تے بی تھک گیا۔

فِیر میز پہ طبلہ بجاندا رہیا۔

بہت ء تنگ آگیا تو دروازہ کھول کے مرزا سے کہیا " اِیب چالے گا بی کہ مَنّے باٹ کرا کرا کے ء مارے گ۔ امردود کِتے کا' سارا میرا دن برباد کر دیا"

اوڑے سے اٹھ کے مرزا کے گھر گئے ۔ شام بڑی ء اچھی گزری روٹی کلب مینھ کھائی۔ فِیر اوڑے سے دوستاں کے ساتھ تھیٹر چلے گئے ، رات نیں ڈھائی بجے واپس گھر پوھنچے سرہانٹے پہ سِر رکھا اَر بے ہوشیاں کی طراں سو گے۔ تڑکے آنکھ کھلی تو کمرے مینھ کھوب دھوپ تھی گھڑی دیکھی تو پونے گیارہ ہو رہے تھے۔ میز سے سگرٹ ٹھا کے سلگایا اَر فِیر اونگھن لاگ گیا۔

گیارہ بجے امجد اندر آیا اَر بولا " ھجور ! حجام آیا ہے"۔

مَنّے کہیا " اُرے اے بُلا لے"

یہ عیش مُدّت بعد نصیب ہوئی تھی' کہ بستر میں اے پڑے پڑے حجامت بنوا لی' آرام سے اٹھیا ' نہا دھو کے بار جانڑ واسطے تیار ہویا لیکن طبیعت روز جِسی نہ تھی ۔ جس کی امید لگائے بیٹھا تھا کہ آج تو سارا کچھ مَن مرضی سے کرا ہے جی بڑا کُھش ہوجے گا۔ جاندے جاندے الماری سے رومال کاڈھیا تو اللہ اے جانے جی میں کے آئی کہ پاگلاں کی طرح وہیں کرسی پہ بیٹھ گیا اَر رومال سے دیکھدا رہیا۔ الماری کا ایک خانہ کھولا تو سرمئی رنگ کا ایک ریشمی دوپٹہ نظر آیا ۔ بار کاڈھیا ہلکی ہلکی عطر کی کھشبو آری تھی ۔ بڑی دیراں تک ہاتھ پھیردا رہیا ' دل بھرآیا ' گھر ایک ء دم سُنّا لگنڑ لگ گیا۔ بھتیرا اپنڑے آپے سے سمجھایا لیکن آنسو ٹپک اے پڑے۔ بس آنسوآں کا گرنٹا تھا کہ بیتاب ہو گیا اَر سچی مچی رونڑ لگ گیا۔ سارے جوڑے کاڈھ کاڈھ کے دیکھے پَر رب جانڑے اِسا کے یاد آیا کہ کھود سے سمبھال اے نہ سکیا۔ اکھیر ہو گی گھر سے نکلا اَر سِدا تارر گھر گیا ۔ اوڑے جا کے تار دیا کہ میں بہت اداس ہوں جلدی آجا !

تار دینڑ کے بعد تھوڑا حوصلہ ہویا یقین تھا کہ روشنی جتنی جلدی آسکی آجے گی۔ دل نے کچھ آرام آیا اَر ایک بڑے بوجھ سے نجات مل گی۔

دوسرے دن دوپہر نیں مرزا کے گھر تاش کھیلنڑ جاناٹا تھا۔ وہاں پہنچے تو پتا چلا کہ مرزا کے باپ سے ملنڑ مہمان آرے ہیں۔ اس سے ساریاں نیں کہیا کِسے اور کے گھر چالو ۔ اپنٹا گھر تو خالی تھا اے سارے یار دوست وہیں آگے۔ امجد سے کہہ دیا 'کہ حقے مینھ تھوڑی سی بی دیر ہوئی تو تیری گھیر کونی۔ اَر پاناں کا سلسلہ بھی بغیر کسے وقفے کے چلدا رہنا چاہیے۔

اِیب اس کے بعد کے ہویا اس نیں صرف مرد اے سمجھ سکیں ہیں۔ شروع شروع مینھ تو تاش عین اسولاں کے مطابق کھیلدے رہے فِیر گھڑی دو گھڑی بعد مستی شروع ہوگی 'یاراں نیں ایک دوسرے کے پتے دیکھنڑے شروع کردیے اِیب حالت یوء ہوئی کہ آنکھ بچا بچا کے پتے اڈانڑے شروع کردیے اَر ساتھ اے ہنسی کھیل بی۔

تین گھنٹے بعد حالت یوء تھی کہ کوئی گوڈا ہلا ہلا کے گانڑ لگ را ہے، کوئی فرَش پہ بَاں ٹکائے گُت بجا را ہے۔ کوئی تھیٹر مینھ سنڑیا ہویا کوئی جملہ بار بار گا را ہے۔ اَر ساتھ اے تاش بی کھیلنڑ لگ رے ہیں ۔ تھوڑی اے دیراں بعد دھمال شروع ہوگی اَر ایک مسخرے نیں انوکھا اے کھیل بتایا جس کے آخر میں ایک جنٹا بادشاہ بنڑ جے ہے ۔

دوسرا جَنّا وزیر اَر تیسرا کوتوال اَر جو سب سے ہار جے ہے وَا چور بن جے ہے ۔ ساریاں نے کہیا " واہ ! گے بات کری" ایک بولا "فِیر آج جو چور بنے گا اُس کی تو شامت اے آ جے گی"

دوسرے نے کہیا" اَور نہی تو کے بھلا یوء کوئی اِسا اُسا کھیل سے ۔ سلطنتاں کے معاملے ہیں سلطنتاں کے !"

کھیل شروع ہویا' اَر قسمتاں کا ماریا میں چور بن گیا۔ اِیب جتنے منہ اتنی باتاں کہ ہر بندہ اپنی مرضی کی سزا چور واسطے بتانھ لاگ گیا۔ کِسے نے کہیا "ننگے پیر بھاگدا جا وے اَر حلوائی کی دکان سے مٹھائی لے کے آوے" کوئی بولا" نہی بھئی ساریاں کے پَیر پَڑ ے ' اَر ساریاں سے ایک ایک دو دو تھپڑ کھا"

ایک اور منچلا بولا "نہ بھئی ایک پَیر پہ کھڑا ہو کے ہمارے سامنے ناچے "۔

آخر میں بادشاہ سلامت بولیا " ہم حکم دیواں ہاں کہ چور سے کاغذ کی ایک لمبوتری نوک دار ٹوپی پہنائی جاوے اَر اس کے منہ پہ کالک مَل دو ۔ اَر یہ اِسے حالت میں اندر جا کے حقے کی چلّم بھر کے لیا وے"۔

سارے بولے " کے عقل ہے بادشاہ سلامت کی ۔ کے سزا دیئی چور سے واہ ! وا ! "

میں بھی مستی میں تھا مَنّے کہیا تو کے ہے ؟ آج میں ہوں کل نے کوئی اور ہووے گا ۔ بڑے مزے سے اپنا مونہہ آگے کریا ۔ ہنس ہنس کے وَا بیہودہ سی ٹوپی بی پہن لی فِیر چلم اٹھائی اَر زنانے مینھ چولہے کانہی چلا گیا ۔ میرے پیچھے سارے ہنس رے تھے ۔

اِبے صحن مینھ پہنچا اے تھا کہ بار کا کواڑ کھلا اَر ایک عورت برقعہ پہنے اند آئی ۔ جو نقاب اُلٹا یا تو روشنی !

میرا تو سانس کھشک ہو گیا ، بدن کانبݨ لگ گیا اَر زبان تالو کے جا لاگی سامنے وَا اے روشنی تھی جس سے تار دے کے بلوایا تھا اک میں بہت اداس ہوں تَیں جلدی آجا اَر اِیب اپݨی حالت یوء تھی کی منہ پہ کالک ئلی ہوئی ، سِر پہ کاغذ کی ٹوپی ، ہاتھ میں چلّم اَر مردانے سے مسلسل آندی ہوئی ہانسݨ کی اوازاں ۔

اپنی تو سِٹی گم ہوگی اَر سارے حواس ساتھ چھوڑ گے ۔ روشنی تھوڑی دیر تو چُپکی کھڑی رہی فِیر بولی ۔ ۔ ۔ لیکن گے بتاؤں اَر کس

طراں بتاؤں کہ کے بولی؟ اس کی آواز تو جس طراں میں بیہوش ہو کے سنڑ ریا تھا۔

اِب تک تمھ نے یوء تو پتا چل اے گیا ہوگا کہ میں آپ تو بہت شریف ہوں اَر دُنیا میں میرے جِسا کوئی گھر آلا نہی ہوگا ۔ میرے سسرال آلیاں کا بی ساریاں کا یوء اے کہنڑا ہے اَر میرا اپنا دین ایمان بی یوء اے ہے لیکن ان دوستاں نیں میرے سے کِتے کا نہی چھوڑیا ذلیل کر کے رکھ دیا۔ بس اسے واسطے اِیب مَنّے پکا ارادہ کر لیا کہ اِیب گھر رہوّں یا کام پہ جاؤں نا تو کسے سے ملوں گا نا اے کسے نیں اپنے گھر آنڑ دیوں گا سوائے ڈاکیے اَر نائی کے۔ اَر ان سے بی کم سے کم بات کروں گا ۔

"خط ہے؟"

"ہاں جی"

"دے جا' چلا جا"۔

"ناخن کاٹ دے"۔

"بھاج جا"۔

مھارے چاچے نیں پھوٹو ٹانگیا

(سیّد امتیاز علی تاج کے مضمون "چچا چھکن نے تصویر ٹانگی کا ہریانوی ترجمہ)

ترجمہ: اختر مرزا

مھارا چاچا کدے کدے ء اپنٹے ذمے کام لیا کرے سے۔ ار جِد بھی وا اپنٹے ذمے کوئے کام لیوے سے تو سارے گھر نیں ناچ نچا دیوے سے۔

" ارے او چھورے، اورے آ۔ اُڑے جا، یو کردے ، وا کردے" گھر بجار ایک ہو جے سے۔ دور کیوں جاؤ سو، پرسوں پرلے دن کا جِکرا سے۔ دوکان پے تے پھوٹو کا چوکھٹا لاگ کے آیا تھا۔ آنٹ سیتی پھوٹو دیوان خانے مینھ دھر دیا تھا۔ کیل نیں چاچی کی نظر اس پھوٹو پے پڑی۔

نیوں بولی۔" چھٹن کے بابو، یا پھوٹو کد لگ اور ے ٴ دھری رہ گی۔؟ بالکاں کا گھر سے۔ جے ٹوٹ گی تو بیٹھے بٹھائیں دو رپیّاں کا دھکّا لاگ جے گا۔ کوݨ ٹانگے گا اس نیں؟"

"رے بولی۔" ٹانگے کا کوݨ۔"

" میں آپ ٹانگوں گا۔ کوݨ سی دودھ کی نھر کاڈھݨی سے۔ توں رھݨ دے۔ میں آپے سارا کام کر دیوں گا۔"

نیوں کہندے ٴ۔ چاچا شیروانی کے بٹݨ کھول کے پھوٹو ٹاگݨ لاگ گیا۔ گھر کے نوکر اِمامی تئیں کہیا۔"بیگم پے تے دو آنے لے کے چوبھے لے آ۔" ایبے وا بارنٹے تے لِکڑیا ء تھا۔ مودے تے واج دے کے کیہا۔" مودے ۔۔ رے مودے ۔۔ تولا جا اُس اِمامی کے پاچھے۔ اس نیں کہیے، تین انچ کے کوکے لیانٹے سیں۔ دیکھیئے۔ بھاج کے نیں تولا جا۔ ار راہ ٴ مینھ پکڑ آؐس نیں۔"

لیئو جی۔ نیوں پھوٹو ٹانگݨ کا کام شروع ہو گیا ۔ ار ایب آوے گی سارے گھر کی شامت۔

نِنھے تئیں رُکّا ماریا۔

" رے ننھے۔ لیائے میرا تھوڑا۔۔بنّو! اپنے بستے مینھ تے پُھٹّا کاڈھ کے لیا۔ ار منّے پیڑی کی بھی جرورت پڑے گی۔"

" ارے للّو ۔۔۔۔ میریار۔۔۔ کسے نیں کہہ کے۔ پیڑی اُرے لوا دے۔ ار دیکھیئے۔ وا لاکڑی آلی کُرسی بھی جے لے آوے تو میرے بھاگ کُھل جیں۔"

"چُھٹّن بیٹا۔۔۔ تنّے چاہ پی لی؟"

" جائیے مڑا اپنے ہمسائے میر باقر کے گھراں۔کہیے، میرا بابو سلام کہوے سے۔"

" ار پوچھے سے اک تیری ٹانگ کا ایب کے ھال سے؟ "

"ار وا جو ہے ناں تھارے گھراں۔۔۔۔۔۔۔کے نام سے اُس کا۔۔۔۔۔لے بھول گیا میں۔۔۔۔۔پلول تھا اک ٹلول۔۔۔اللہ جانڑے کے تھا۔۔۔"

"خیر بیرانی کچھ تھا۔۔۔""

نیوں کیہو۔ وا جونسا راچھ ہے ناں جس کے گیلیاں سیدھ دیکھیا کریں سیں۔ وا دے دیوے۔ مڑی سی پھوٹو ٹانگنی سے۔ "

"   جائیے میرے لال ۔پر دیکھیئے سلام جرور کریے۔ ار ٹانگ کا پوچھنا ناں بھول جائیے۔۔۔ اچھا؟"

" ارے للّو۔۔۔ توں کڑے چالیا ماٹس۔۔۔۔۔تیرے تیئں کہیا سے اُرے مریا رہ۔۔۔۔پیڑی پے منّے چاندٹا کون دکھاوے گا؟ "

" ارے آگیا کے اِمامی؟

"لے آیا کو کے؟ "

"مودا مل گیا تھا اک نئیں۔"

"تین تین انچ آلے ہیں ناں؟"

" بس جمّائے ٹھیک ہوگیا۔۔۔ "

"لے بھائی۔ سُتلی منگواتا تو بھول ء گیا۔ ایب کے کروں؟"

" جائیے میرا بِیرا تولا سا۔۔"

" ہوا کی طریوں جا۔ ار بس ایک گز سُتلی بوھت سے۔ ناں گھنّی موٹی ھو ارناں گھنّی پتلی۔"

"نیوں کہہ دیئے پھوٹو ٹانگنٹ نیں چاہیے۔۔"

" ارے ودّوو۔۔۔ رے ودّوو۔۔۔ کڑے مر گیا۔۔"

" ایک تو اس گھر مینھ ساریاں نیں اپ اپنٹی پڑ ری سے۔"

"نیوں نی اَک آ کے مڑا کام کراں دیں۔"

"اُرے آ۔۔۔۔ کرسی پے چڈھ کے پھوٹو پکڑا منّے۔"

بھائیو۔۔۔۔ اللہ اللہ کر کے پھوٹو ٹاگنڑ کا وقت آگیا۔ پر ہونڑی نیں کونڑ ٹالے۔۔

چاچا پھوٹو ٹھا کے اُسکا وزن کرے تھا۔ پھوٹو ہاتھ مینھ تے چُھٹ گی۔ تلے پڑدیں ء شیشہ کرچی کرچی ہو گیا۔ ساریاں کے مونھ تے ہائے ہائے لکڑیا اَر ایک دوسرے کا مونھ دیکھنڑ لاگ گے۔

چاچا کچھ شرمندہ ہو کے شیشیے کے ٹکڑیاں نیں دیکھنڑ لاگ گیا۔ بس وقت کی بات اَک شیشہ آنگلی مینھ چُبھ گیا۔ ار خون کی تتیری بندھ گی۔

پھوٹو نیں بھول کے رُمال ٹوھنڑ لاگ گیا۔ رُمال کڑے تے پاوے تھا؟ رُمال تو شیروانی کی گوجھ مینھ تھا۔ ار شیروانی تار کے کڑے دھری تھی۔ کوئے بیرا کونی تھا۔

ایب نیوں ہویا اک پھوٹو ٹانگنڑ کا سامان تو ایک کاھنی دھر دیا۔ اَر شیروانی ٹوھنا شروع۔۔۔۔چاچا کو ٹھڑے مینھ ناچدا پھرے تھا۔ کدے اِس کے ٹکر مارے ار کدے اُس کے۔

" سارے گھر مینھ کسے نیں اتنی ہوش کونی اک میری شیروانی ٹوہ دیں۔"

" ساچی کہوں سوں ساری عمر اتنے نکمّے لوگاں گیل واسطہ کونی پڑیا تھا۔"

"ارے۔ کے میں جھوٹ کہوں سوں؟

"چھے چھے مانُس سیں اُرے۔ ار ایک شیروانی نئیں ٹوہ سکدے۔ جونُسی ایبے پانچ منٹ پہلاں منّے تار کے دھری تھی۔ "

اتنی دیر مینھ چاچا کسے جگہ تے بیٹھے بیٹھے اُٹھیا تو دیکھیا اک شیروانی پے ء بیٹھیا تھا۔ ایب زور زور تے رُگّے مار کے کہنْ لاگیا۔۔۔

"رے رہنْ دیو۔ منّے شیروانی ٹوہ لی سے۔"

" تھم نیں تو آنکھیاں آگے کھڑیا بلد بھی کونی دیکھیدا۔"

آدھے گھنٹے تئیں آنگلی پے پاٹی بندھدی رئی۔ نیا شیشیہ منگوا کے چوکھٹے میں جڑیا گیا۔ ارنیوں دو گھنٹیاں کے بعد پھوٹو ٹانگنْ کا کام پھیر شروع ہویا۔ راچھ آئے۔ پیڑی آئی۔ چوکی آئی۔ موم بتّی

منگوائی۔ ایب چاچا پیڑی پے چڈھے تھا ار سارا گھر چوگردے کھڑیا دیکھے تھا۔ ار راچھ ٹھائیں مدد دینڑ نیں تیار تھے۔

دو مانڑساں نیں پیڑی پکڑی ، پھیر چاچا پیڑی پے چڈھیا۔ اوپر پونچھیا۔ ایک جنڑے نیں کرسی پے کھڑے ہو کے کو کے پکڑائے۔ ایک کو کا پکڑ لیا۔ دوسرے نیں تھَوڑا پکڑایا۔ ایبے تھَوڑا سنبھالیا ء تھا اَک کو کا ہاتھ مینھ تے چُھٹ کے تلے پڑیا۔

ہانڑسدے ہوئے بولیا۔" لے لیو دھار۔۔۔۔۔یو سالے کا کو کا ڈھے پڑیا۔"

" دیکھیو ! کرڑے گیا رے۔"

ایب سارے جنڑے گوڈے دھرتی مینھ ٹیکیں کو کا ٹوھنڑ لاگ رے سیں۔ ار چاچا پیڑی پے کھڑیا مونھ ء مونھ مینھ بولنڑ لاگ رہیا سے۔

"مل گیا؟

"رے ٹوہ لیا کے؟ "

"ایب تئیں تو میں سو بریاں ٹوہ لیوں ایں۔"

"ایب کے میں ساری رات اُورے کھڑیا کھڑیا سوکھ جوں گا؟"

" ارے آندھیو ! جے نئیں پاندا تو دوسرا ء دے دیو۔"

یا بات سُݨ کے ساریاں کی جان مینھ جان آئی ، اتنی ہاݨ مینھ پہلڑا کوکا ء پا گیا ۔ ایب کوکا چاچے تے پکڑایا تو بیرا پاٹیا اَک اس ٹوھݨ ٹاھݨ مینھ تھوڑا کھویا گیا سے۔

"یو تھوڑا کڑے گیا؟"

" ایسا کڑے دھر دیا تھا منّے؟"

لا حول ولا قوۃ۔ اُلّو کی ڈھال مونھ بائیں منّے کیوں دیکھو سو؟

"سات جݨے اورے گڈیں سیں ار کوئے نئیں بھتا سکدا اک منّے تھوڑا کڑے دھر یا تھا۔"

گھݨی ء ھاݨ کی کُتّے کھاݨی کے بعد تھوڑے کا بیرا پاٹ گیا۔ ار کوکا گاڈݨ کی باری آئی۔ ایب چاچا نیوں بھول گیا اَک پھوٹو ٹانگݨ کھاتر کاندھ پے کڑے سی نشان لایا تھا۔ سارے جݨے باری باری کرسی پے چڈھ کے دیکھݨ کی کوشش کرݨ لاگ رے سیں اَک نشان کڑے سی لایا تھا۔ ہر کسے نیں نشان نیاری نیاری جگہ پے دیکھے سے۔ چاچا

ساریاں تئیں باری باری کدے الّو، کدے گدھا کہہ کہہ کے کرسی پے تے تاردا جاوے سے۔

آخر دوبارہ تے لاکڑی کے بُھٹّے گیلیاں ناپ کے ، کاندھ پے پھیر نشان لایا۔ سیا مھی آلا پھوٹو کونڑ تے 35 انچ دور لاگ رہیا تھا۔

"بارہ اربارہ کے انچ ہوئے رے۔؟

باٹکاں تئیں زبانی حساب کا سوال ملیا۔اُنہاں نیں زبانی سوال حل کرنٹا شروع کریا تو کسے کا جواب کچھ ارکسے کا کچھ۔ہر کسے نیں دوسرے تئیں غلط بھتایا نیوں سارے ء بھول گے اَک اصل مینھ سوال تھا کے۔ نیوں نئے سرے تے ناپ لینٹا پڑیا۔

ایب چاچے نیں فیصلہ کریا اَک لاکڑی آلے بُھٹّے گیلیاں نئیں بلک نیں سوت گیلیاں ناپوں گا۔

پیڑی پے کھڑے کھڑے 45 درجے کا زاویہ بٹاندے ہوئے کاندھ کی کُونڑ مینھ سوت کا سرا پکڑاندے ہوئے سوت ھاتھ تے چُھٹ جے تھا۔ اس ء لیا دئیی مینھ جھک کے سوت پکڑدے ہووے چاچا پیڑی پے تے تلے ڈھے پڑیا۔ کونڑ مینھ بجانڑ آلا سِتار دھریا تھا۔

چاچا اس کے اوپر ڈھیا تو اس کے بوجھ تے ستار کے سارے تار ٹوٹ گے۔

ایب چاچے کے مونھ تے جو ٹسے لفظ لکڑیں تھیں وینھ بھتاݨ لائک کونی۔

چاچی کہݨ لاگی۔ "اپݨی عمر کا نئیں تو ان بالکاں کا ء کھیال کر لے"

اللہ اللہ کر کے دوسر کے کوکے گاڈݨ کا کام شروع ہویا۔ نئی جگہ ٹوھی گئی۔ چاچے نیں کبھے ھاتھ مینھ کوکا پکڑ کے سجّے ہاتھ گیلیاں تھوڑا پکڑ راکھیا تھا۔ پہلی ء چوٹ ھاتھ کے گونٹھے پے لاگی۔ چاچے نیں زور دݨے سی "سی" کر کے تھوڑا ھاتھ مینھ تے چھوڈ دیا ار وا تھوڑا تلے کھڑے ہوئے کسے کے پیر کے آ کے پڑیا۔ ہائے ہائے شروع ہو گی۔

چاچی یو سب کچھ دیکھ کے، جل بھن کے کہݨ لاگی۔

" جے نیوں ء کوکے گاڈݨ کا پروگرام ہو تو بھاگوان، منّے پہلے بھتا دیا کر ۔ میں بالکاں نیں لے کے ماں باپ کے گھراں ڈِگر جا کروں۔"

چاچا کچھ شرمندہ سا ہو کے بولیا:

" لوگائیاں کی ذات بھی چھوٹی سی بات کا بتنگڑ بنا لے سے۔"

" آخر اِسا کے ہوگیا جو ینھ طعنے دیݨ لاگ گی۔"

نیوں تو پھیر نیوں ء ٹھیک۔"

" منّے توبہ کر لی ۔ ایب ینھ کسے کام کے ھاتھ نئیں لایا کروں گا۔ "

کام پھیر نئے سرے تے شروع ہویا۔کوکے پے دوسری چوٹ پڑی تو کاندھ کا پلستر نرم تھا۔ سارا کوکا ار آدھا تھوڑا کاندھ ینھ دھنس گیا۔ کاندھ ینھ تھوڑا دھنسݨ کے زور تے مھارے چاچے کا مونھ کاندھ تے ٹکرایا۔ جے ناک غیرت آلی ہوندی تو پچک ء جاندی، پر بچ گی ۔

پھیر دوبارہ لاکڑی کا پُھٹّہ ار سوت کی رسّی ٹوھی گئی ار کوکا گاڈݨ کی نئی جگہ دیکھی گئی۔ نیوں لگ بھگ آدھی رات کالی کر کے پھوٹوٹنگ ء گیا۔

اَر بیرا سے کیوکر؟۔۔۔ پھوٹو اتنا ٹیڈھا ار تلھاݨ نیں جھک رہیا تھا جنّوں ایب سِر پے آ کے پڑے گا۔ پھوٹو کے چاروں کاھنی کاندھ پے نیوں مورے ہو گے جنّوں فوج نیں چاند ماری کری ہو۔

چاچے کے سِوا گھر کے سارے جݨے نیند اَر تھکاوٹ گیلیاں ٹولم ٹول ہورے تھے۔ چاچا ایب پیڑی کے آخری پینتے پے تے تلے کو دیا تو بیچاری نوکراݨی کے پیر پے پیر دھریا گیا۔ اُس غریب کے پیر پے ڈیل ہو ری تھی۔ بس اُس کی تو جان ء لکڑ لی ۔ ار اُس نیں زور کی چِرلی ماری۔ چِرلی کی واج سݨ کے چاچا مڑا سا پریشان تو ہویا ۔ پھیر ڈاڑھی پے کو ھاتھ پھیر دے ہوئے کہݨ لاگیا۔

"بس اتنی سی بات تھی۔ لیو ! لاگ گی تھاری پھوٹو۔ لوگ اس کام کھاتر گھراں مینھ مستری بُلوایا کریں سیں۔"

بھیڈا

(غلام محمد وامِق کی لکھی گئی داستان کا ہریاݨوی ترجمہ)

اختر مرزا

(ہریاݨہ کے ایک ٹھاھڈے سپوت کی رُوآں رُوآں کھڑیا کرݨ آلی کاھݨی)

جیند کی عدالت نیں اُس تے پھانسی کی سجا سݨائی تھی۔ وا کال کوٹھڑی مینھ پڑیا اپݨے پاچھلے دِناں نیں یاد کرݨ لاگ رہیا تھا۔ ار وینھ گُجرے ھوئے پل ایک پھلم کی طریوں اُس کے شیامی تے جاݨ لاگ رے تھے۔ اُس کی عمر ستر سال تے ٹَپ لی تھی۔ گات مینھ ہلکی ہلکی کانبݨی لاگی رہیا کردی۔

وا نیوں سوچے تھا۔ ایبے کیہل کی بات سے۔ کالوے گام مینھ اُس کا ڈنکا باجے تھا۔ کسے کی مجال کونی تھی اَک اُس کا ھنی لکھا سکے۔ اُس کی آنکھیاں مینھ لال رنگ کے ڈورے تو ایب بی دِیکھیں تھے۔ وا سوچݨ لگیا اَک جِندگی کے دن تو اُوں بی پورے ہوء لئے سیں۔ جے ایب پھانسی ہو بی گئی تو پھیر کے سے؟ اُس نیں اپݨی جِندگی

گھنٹے اینڈی طریقے تے گُجاری تھی۔ وا سات پُھٹ کا ایک سوھنٹا گابرو تھا اَر اُس جِسا ٹھاہڈا اَر بے کھوپھ چھورا آسے پاسے کے گاماں مینھ کوئے اور کونی تھا۔ اِس کے کاناں مینھ چاندی کے باٹے تھے۔ لال ،چِٹے مونھ پے بڈی بڈی مونچھ، جو اُس کے اوپر آلے ہونٹ نیں ڈھکے ریھیا کردی، اُس کا لڑاکا اَر شکاری ہونڑ کا پتہ دیا کردی۔

کاٹوا اَر آس پڑوس کے گاماں مینھ اُس کی بہادری کا ڈنکا باجے تھا۔ کوئے مانڑس اُس کے گھر آگے کو گھوڑے پے بیٹھ کے کونی لِکڑے تھا۔ (کے بیرا اُس کے احترام مینھ) وا ھر کِسے کے درد کی دارو تھا۔ گام کا ھر مانڑس اپنڑے اپنڑے جھگڑے اُس پے ء لے کے آیا کرے تھا۔ اَر بدماس مانڑس اُس تے دور تے ء گیڑا کاٹ کے جایا کریں تھے۔ اُس کی گاڈ مینھ ، اُس کے گھر کے شیامی آلے گھراں کی آکھری لین کے کُونٹے پے بنڑی ھیلی کے شیامی ایک پتھر پے اُس کا پھوٹو بنٹا راکھیا تھا۔ وا ھیلی ایک ہندو بانڑیئے کی تھی پر اُس کا پھوٹو سارے گام کی اوڑ تے اھترام اَر موھتا کی نِسانی تھی۔

اُس کا نام تو "غلام حسین" تھا پر سارے اُس نیں "بھیڈا " کہیا کریں تھے۔ اَریو نام اُس کی بھادری آلے کام کے کارنڑ تھا۔ اُس

نیں گُجرے ہوئے جمانے کا وا منجر یاد کریا۔ جِب ڈانگراں کے گھیر مینھ تے روج ء ایک ڈانگر گیب ہوݨ لاگ گیا۔ گام کے لوگ بڈے پریسان ہوئے اَک یو کے ہو گیا؟

"کوݨ ہے جو گھیر مینھ تے ڈانگر ٹھا کے لے جے سے؟"

اُن بکھتاں مینھ ڈھور ڈانگر راکھݨ واسطے ایک کُھلے میدان مینھ کانڈیاں آلے درکھت کی ڈالیاں گیل ایک گھیر بݨا دیا کردے۔ جِس مینھ بھیڈ، بکریاں اَر دوسرے ڈانگر رات نیں باڑ دیا کریں تھے۔ اِس گھیر کا بارݨا بس نام کا ء ہویا کردا۔ جِس تئیں گھاس پھوس یا پھیر لاکڑے کے پھٹے لا کے ڈھک دیا کریں تھے۔ جِب وارداتاں نیں بدھاوا لیا تو گام کے سارے لوگ گُلام حسین دھورے آئے۔ کہݨ لاگے اَک اس مسئلے کا کوئے اُپا کاڈھے۔ اُس نیں کیہا "چور پکڑݨ کھاتر میں ایکلا رات نیں پہرہ دیئوں گا۔" جاڈیاں کا موسم تھا۔ وا گھراں تے ایک سَوڑ لے کے ار اپݨے اُوپر گیر کے گھیر کے دھورے بیٹھ گیا اَر سوچݨ لاگیا اَک میں دیکھوں گا آج یو کوݨسا چور سے؟ جو روجھ رات نیں ایک بکری لے جے سے۔ رات ھلوے ھلوے لنگدی رئی پر کوئے نی آیا۔ رات کے آکھری پہر جِد وا مایوس ہو لیا تھا تو اُس نیں کھٹکا سُݨیا۔ ایک دَم وا

تیار ہو گیا۔ پر اُس نیں یو دیکھ کے مایوسی ہوئی اَک گھیر مینھ کوئے چور نئیں، پر کوئے گاڈر کی طریاں کا جِنور بڑے سے۔ بھیتر بڑدے ء اُس نیں ایک بکری کا گل مونھ مینھ دابیا۔ گُلام حسین نینھ اپنی لاٹھی چک کے اُس کانی جور تے ماری ۔ اَر اُس جِنور نیں گُلام حسین کانی ڈانک ماری۔ گُلام حسین اُس گیلیاں لپٹ گیا تو اُس نیں بیرا لاگیا اَک یو جِنور کسے سادھار نئیے گاڈر جِسا کونی ۔ اس مینھ تو اتنی طاقت تھی اَک گُلام حسین نین اپنے گات کی ہاڈی ٹوٹدی ہوئی دِکھن لاگی۔ اُس جِنور نیں اپنا مونھ کھولیا اَر گُلام حسین کی نَیڑ کانی جھپٹا ماریا۔ گُلام حسین نیں سَوڑ اپنے ھاتھ پے لپیٹ کے ھاتھ اُس کے مونھ مینھ دے دیا۔ اَر اُس جِنور کے داند سوڑ مینھ پھنس گے۔ نیوں اُس کا مونھ گُلام حسین کے کابو مینھ آگیا۔ پھیر گھنٹی دیر تئیں اُن کی آپس مینھ کُشتی ہوندی رئی۔ گُلام حسین جِسا ٹھاھڈا مانس ھیران تھا اَک یا کہ بَلا سے؟ جونسی کابو مینھ ء کونی آندی۔ اَر ناں چھوڑ کے ء بھاجدی۔ کردے کراندے سبیر ہوگی۔ گھیر دھورے ء میجت تھی۔ نماجی لوگ میجت کاھنی آن لاگے تو اُنہاں نیں یا لڑائی ہوندی دیکھی۔ مانس کٹھے ہو گے۔

گُلام حسین جورتے بولیا۔" دیکھو کے سو؟ اِس کُتے کے لٹھ مارو۔" لوگاں نیں بھتایا ۔ "یو کتا کونی۔ بھیڈا سے۔" پھیر گام کے ماڑساں نیں لٹھ ٹھا لئے ار بھیڈے کے مارنؕ لاگ گے۔ جِب وا ادھ مریا ہولیا تو ایک اوڑ نیں ڈھے پڑیا۔ نیوں او بھیڈا مریا۔

اس واقعے کے بعد گُلام حسین نیں سارے بھیڈا کہنؕ لاگ گے۔ بھیڈا نیوں تو ہر پھن مولا تھا۔ پر ڈنگ ٹپانؕ نیں اُس پے تھوڑی سی جمین تھی جس پے وا کھیتی کریا کرے تھا۔ پر اُس کے دو کام جِن تے اس نیں گھنٹا ء لگاؤ تھا۔ اُن مینھ تے ایک تو تھا بِیڑ مینھ تے لاکڑی کاٹ کے لیاٹا ار پھیر ان لاکڑیاں تے کھاٹ کھٹولی ار دوسرا پھر نیچر بٹا کے بیچ دیٹا۔ دوسرا کام جِس گیلیاں اُسکا گھنٹا ء اِسق تھا۔ وا تھا ھر طریوں کے سانپ پکڑٹا اَر اُن کے جیہر اُر اُن کی کھال گیلیاں کئی ڈھالؕ کی دوائی بٹاٹا۔ سانپ کے ڈسنؕ کا علاج کرٹا۔ گُلام حسین کسے سانپ کے ڈسے ہوئے ماڑس کے جلکھم پے مونھ دھر کے جیہر چوس لیا کردا۔ اگڑ بگڑ کے گاماں کے لوگ اَسے ماڑساں نیں اس کے دھورے لے آیا کردے۔ اَر وا اپنٹی بٹی ہوئی دوائیاں گیلیاں اُنھاں نیں ٹھیک کر دیا کردا۔ نیوں کدے بی بیرا کونی پاٹیا اَک یو کام اس نیں کڑے تے

سیکھیا تھا۔ کیوں جے وا کوئے سپیرا تو کونی تھا۔ اُس کے بَڈیاں نیں بی کدے ساپناں کے ھاتھ کونی لایا تھا۔ پر اُس نیں ساپناں مینھ گھنی ء موہ تھی۔ جے اُس نیں بیرا پاٹدا ، اَک کسے علاقے مینھ کوئے نئی نسل کا سانپ دِکھیا سے۔ تو وا سانپ پکڑنْ پونچ جاندا۔ اُس کے دھورے ایک "بین" بی تھی ۔ اُس کے گھراں کئی ڈھال کے سانپ ماٹی کی ھانڈیاں مینھ یا پھیر گھڑے مینھ ہویا کردے۔ اُس نیں بڈے بڈے موٹے سانپ بی پال راکھے تھے۔ ساپناں کے رھنْ آلی جگہ پے بالو ریت بچھا راکھی تھی ۔ گرمیاں مینھ ریت ٹھنڈی کرنْ کھاتر پانْی کا چِھڑکا کریا جاوے تھا۔ بالکاں تے ساپناں تے دور رھنْ کا کہہ راکھیا تھا۔

وا ساپناں کے جیہر ار اُن کی دوسری چیجاں تے ایک کھاس سُرمہ بی بنْایا کرے تھا۔ جِس نیں وا آپ بی اپنْی آنکھیاں مینھ گھالیا کرے تھا۔ نیوں اُس کی آنکھیاں مینھ ایک چمک پیدا ہوگی تھی۔ اِس سُرمے تے نجر کدے بی کمجور نی ہووے تھی۔ اَس سُرمے کی تاثیر یا بی تھی اَک کوئے گَیر لُگائی سُرمے آلے کا ھنی دیکھ لیندی تو اُسے کی ہو جاندی ۔ اس طریاں کی کھاٹیاں گھنْے ء ماٹس سنْایا کریں تھے۔ اُس

نیں بس تین نکاح کرے تھے۔ اَر تینوں لُگائیاں ایک ء گھر مینھ رھیا کریں تھی۔ اِن مینھ تے ایک ارائیں کھاندان کی تھی۔ باد مینھ اُس تے چھوڑ دیا تھا۔

ان لُگائیاں تے اس کی بوھت اُلاد ہوئی۔ جن مینھ چھوری گھڻی تھی۔ ار چھورے بس چار تھے۔ بڈا بیٹا علی سیر بالک پڻ مینھ ء مر لیا تھا۔ اُس تے چھوٹا نواج علی جِس کا ہُنارا اپڻے باپ پے تھا۔ اَرباپ کی طریوں دلیر بی تھا۔ اُس بیٹے کا بیاہ ہو لیا تھا۔ علی نواج گام کے ایک میلے مینھ بھاری بوجھ ٹھاڻ تے گات مینھ کِسے کھرابی تے بیمار پڑیا اَر مرے دناں باد اللہ نیں پیارا ہو گیا۔ اُس تے علاوہ اُس کے دو ھور چھورے بی تھی۔ ایک کا نام محمد سریپھ اَر دوسرے کا سیر محمد تھا۔

گُلام حسین جِد گھوڑی پے بیٹھ کے لکرڈا تو گام کے ماڻس اُس کا ھنی دیکھ کے ایک دوسرے کے کاناں مینھ کہندے۔"یو بھیڈا سے۔" ایک رات وا اپڻی گھوڑی پے بیٹھیا جاوے تھا اَک ایک گام مینھ کو لنگھدے ہوئے ہندوواں کے ایک گھر مینھ تے روڻ پیٹڻ کی واج سُڻی۔ اُس نیں گھوڑی روکی۔ پوچھیا تو بیرا پاٹیا اَک ایک گابرو چھورا

سانپ لڑنْ تے مر گیا سے۔ اَر ایب اُس کا کِریا کرم کرنْ کی تیاری سے اَر اُس نیں جلانْ کھاتر چھلیاں مینھ لے کے جاویں سیں۔ وا اُن تئیں بولیا۔" جے تھامیں کہو تو میں اِس نیں جِندہ کرنْ کی کوسس کروں"۔ اُس چھورے کے دھنْی بولے اَک مرنْ کے باد کونْ جِندہ ہووے سے؟ پھیر بی توں جو کرنْا چاھوے سے، کر لے۔ ایب اس تے جِیادہ تو کوئے نقصان ہونْ تے رہیا۔

بھیڈے نیں اپنْی گوجی مینھ تے ایک سیسی کاھڈی۔ اَر اُس مینھ تے دو تین ٹپکے مرنْ آلے کے مونھ مینھ گیرے۔ اَر سانپ کا جیھر بی چوسیا۔ تھوڑی ہانْ مینھ مرے ہوئے گات مینھ ھرکت پیدا ہوئی۔ ار اُس چھورے نیں آنکھ کھول دی۔ بس پھیر کے تھا !

موت آلے گھر مینھ ڈھول باجنْ لاگ گے۔ وا نیوں کہوے تھا اَگ سانپ لڑنْ کے باد مانْس چوبیس گھنٹے جِندہ ہووے سے ار اُس تئیں بچایا جا سکے سے۔ اَس بات کا ملال رھیا اَک اِتنی آچھی ھِکمت ار انمول نُکھسا "بھیڈے" کی اگلی نسل مینھ کونی آیا۔

جیل کی کال کوٹھڑی مینھ اپنْی موت کی باٹ دیکھدے ہوئے اپنْے بارے مینھ سوچے تھا ۔ اس کا باپ غوث بخش دھنْانْہ گام مینھ

رھوے تھا، جڑے اس کی خوب کمیری زمین اس کے چار بھائیاں نیں قبضہ کر کے اس تے کاڈھ دیا تھا۔ نیوں اس کا باپ حالات تے مجبور ہو کے اپنا گام دھنانہ چھوڑ کے اپنی سُسراڑ کے گام "کالوا" مینھ آ کے بس گیا ار اسے گام مینھ اس کا جنم ہویا۔

وا سوچے تھا اَم مھارے سگے بھائی بھی دنیا کو موہ مینھ "برادران یوسف" کیوں بݨ جیں سیں۔ ار اس دنیا کے لالچ مینھ اپݨے سگے ار خونی رشتے بھول جیں سیں۔ انیھں خیالاں مینھ اس نیں اپنا ایک ہندو ڈھبی یاد آیا۔ اس کا نام ہری چند تھا۔ جس نیں اُس کے کہݨ پے اپنا دھرم چھوڑ کے اسلام قبول کر لیا تھا۔ یو بھی ایک گھٹنا ء عجیب واقعہ تھا۔ ہری چند کئی بریاں گلام حسین تے پھیٹݨ اس کے گھراں آیا کرے تھا۔ وینھ کٹھے بیٹھ کے بات کردے، روٹی کھاندے۔ ایک دن ہری چند نیں گلام حسین تئیں اپݨے گھراں آݨ کی دعوت دیئی۔ جو اس نیں قبول کر لی۔ پر جب گلام حسین ہری چند کے گھراں گیا تو اس نیں دیکھیا ، اس کے گھراں سُور بندھ رے تھے۔ ان تئیں دیکھ کے اُسکا جی خراب ہوگیا۔ اُس نیں ہری چند تے کہیا اَک میں اس وقت تک

تیرے گھراں نئیں آ سکدا جِب تک تیرے گھراں سور بندھ رے سیں۔ نیوں گلام حسین واپس ہو لیا۔

وقت نیوں ء ٹپدا رئیا۔ ایک دن ہری چند اس تے پھیٹݨ آیا ار بولیا اَک بھائی غلام حسین، مینھ تیرے دھرم نیں سچّا مانوں سوں۔ توں منئے مسلمان بݨا لے۔ یا بات سݨ کے غلام حسین کی خوشی کا کوئے ٹھکانہ نہ رہیا۔ اُس نیں ہری چند تے مشورہ دیا اَک اسلام کی اچھی تعلیم واسطے دِلی چلیا جاوے۔ اس تئیں دلّی کے مدرسے کا نام بھی بھتا دیا۔ ہری چند دلّی بَگ گیا۔ اُس کے مسلمان ہوݨ پے اُس کے گھر آلیاں کی کے سوچ تھی، اس کا گلام حسین نیں کوئے بیر اکونی تھا۔ مسلمان ہوݨ کے بعد ہری چند کا نام " عبدالقادر " رکھیا گیا۔ کچھ سال کے بعد عبدالقادر عالم بݨ کے واپس اپݨے گام مینھ آیا۔ تو غلام حسین نیں اس کا سواگت کریا۔ ار اپݨے گھراں دعوت پے بلایا۔ وا آیا تو اس نیں غلام حسین تے کیہیا اَک بھائی دیکھ میں تیرے کہݨ پے مسلمان ہوگیا ، ایب توں بھی میری ایک بات مان لے۔ اَک توں کاناں مینھ پیھرے ہوئے بالے جو ہندو دھرم کی علامت ہیں۔ ینھ کاڈھ دے۔ ار تیری مونچھ جو گھݨی ء لامبی سیں۔ ینھ بھی کٹوا دے۔

کیوں جے روٹی کھاندیاں ہاں جو چیز بھی مونچھاں گیلیاں لاگ کے مونھ مینھ جاوے سے ، وا ھرام ہو جے سے۔ یا بات سن کے گلام حسین ہانٹیسا ار اسے ٹیم بالٹے تار کے رکھ دیئیے ار مونچھ بھی کٹوا لی۔ اس بات کا دھیان آندے ء بھیڈے کے مونھ پے اطمینان ار ہونٹھاں پے ہانسی آگی۔

دھیان کسے اور پاسے لاگیا تو اس کے شیامی ایک ہور منظر آیا جب وا اپنی گھوڑی پے بیٹھ کے کرڑیاں تے واپس گھراں آنڑ لاگ رہیا تھا۔ رستے مینھ ایک قبرستان مینھ کو لنگھیا تو یو دیکھ کے بڈا حیران ہویا اک ایک لوگائی جمائے اُگھاڑی ، جونڈے بکھیرے کھڑی ہوئی ایک بالٹی مینھ تے پانی لے کے نہانڑ لاگ ری تھی۔ او کھڑیا ہوگیا، گھوڑی پے تے اتریا ار اس لوگائی دھورے گیا۔ او ، ناں تو ڈریا ہویا تھا ار ناں ء اس نیں وا لوگائی کوئے چڑیل لاگی ۔ وا لوگائی اس تے دیکھ کے ڈرانڑ واسطے جو رکی چنگھاڑی۔ ار بولی۔" بھاج لے ار اپنی جان بچا لے۔میں چڑیل سوں ار تیرا خون پی جوں گی۔ " پر بھیڈے نیں تو ڈرنا ء کونی سیکھیا تھا۔ اس نیں آگے ہو کے اسکا ھاتھ پکڑ لیا۔ اپنا کھنڈکا تار کے اس کا ھنی بگایا اک اپنا گات ڈھک لے۔ لوگائی نیں

نیوں ء کریا ۔پھیر بھیڈے نیں سخت آواز مینھ پوچھیا۔" کوݨ ہے توں؟ بھتا !۔ نئیں تو میں تنّے اورے ء مار دیوں گا۔ وا لوگائی ایب گھنٹی ء ڈرگی۔ وا روݨ لاگ گی ار بھتایا اک وا پھلاݨے گام کی رہݨ آلی سے۔ ار پھلاݨے بندے کی لوگائی سوں۔بیاہ نیں کئی سال ہو لئے پر ایب لگ اولاد کونی ہوئی۔ مھارے پیر ساب نیں بھتایا تھا اک پھلانے وقت ، رات کے ٹیم قبرستان مینھ کسے پراݨی قبر پے جا کے نہا لے تو اولاد ہو جے گی۔ یا بات سݨ کےبھیڈے نیں اس تے سمجھایا اک جماں نیوں ناں کرئیے۔تیرے تے دھوکا دیا گیا سے۔ اولاد دیݨ آلی ذات تو رب تعالی کی ہے۔ اسے تے ہر چیز مانگݨی چاہیے۔ وائے دعا قبول کرݨ آلا سے۔ پھیر اِسی غلطی ناں کرئیے۔ ایب چال، میں تنّے تیرے گھراں چھوڈ دیوں۔۔" لوگائی نیں منّتاں کرݨی شروع کر دی۔ کہݨ لاگی۔"توں یہ سب کچھ میرے گھر آلیاں تے ناں بھتائیے۔نئیں تو وا منّے طلاق دے دیوے گا۔ یا پھیر مار دے گا۔ اُس نیں وعدہ کر لیا۔ ار لوگائی تے گھوڑی پے بٹھا کے اُس کے گھراں تار دیا۔ وا لوگائی جس طریوں گھر تے لِکڑی تھی اُسے طریوں واپس گھر میں بڑگی۔ ار پڑدے کی بات پڑدے مینھ ء رہ گی۔

جیل مینھ بھیڈے کی زندگی کے گذرے ہوئے واقعات
کاغذاں کی طریوں پلٹدے جانڑ لاگ رے تھے۔ موت بھی نیڑے ء
دِکھے تھی۔ ایک اور بات سوچ کے اس کا من دُکھی ہویا اک ایبے
کچھ دن پیھلوں اسکا چیلا، منوہر لعل جو جاٹ تھا، اس کے دھورے
آیا۔ بولیا۔" استاد جی، کچھ دناں خاطر اپنڑی بندوق منّے دے دیو۔ منّے
اپنڑے ڈھبیاں گیلیاں شکار پے جانڑا سے۔ بھیڈے نیں اس بات پے
مڑا خیال کر کے سوچیا۔ پر منوہر نیں استاد کی اِسی تسلّی کروائی اک
بندوق کسے غلط کام مینھ کونی استعمال ہووے۔ ارنیوں وابندوق لے
گیا۔ بھیڈے نیں اپنڑی بندوق پے کچھ اسے نشان بنڑا راکھے تھے اک
وینھ اسکی شناخت بنڑ گے تھے۔ منوہر کئی دن تئیں واپس کونی
بوڑھیا۔ پھیر نیوں بیرا پاٹیا اک منوہر کڑیاں لُھک گیا سے۔ بیرا پاٹیا اک
منوہر نیں اپنڑے ڈھبیاں گیلیاں رل کے ایک گام کے ہندو سیٹھ کے گھر
پے دھاوا بولیا ار گھر لوٹ کے آگ لا دی۔ کچھ گھر کے لوگ قتل
بھی کر دیئے۔ اس واردات مینھ بھیڈے کی بندوق پولس کے ھاتھ
لاگ گی۔ پولس نیں چھاپے مارنڑے شروع کر دیئے۔ ار بھیڈا بھی لُھک
گیا۔ وا اپنڑے پرانڑے گام "دھنٹانہ" مینھ جا کے لُھک گیا۔ وا کئی مھینیاں

تئیں اوڑے لُکیا رہیا پر اس سارے راسے یینھ اس کے بالک بھوکے مرنڑ لاگ کے۔ اوپر تے روز پولس آ کے اونھاں نیں تنگ کرنڑ لاگ گی۔

آخر بھیڑے نیں اپنٹے آپ تے جیند پولس کے حوالے کر دیا۔ بھیڑے کے بیان دینڑ کے بعد منوہر ار اسکے ڈھبیّ بھی پکڑے گئے۔ پر بھیڑے کی بندوق اس کے کھلاپھ سب تے بڑا ثبوت تھی۔ عدالت یینھ مقدمہ چالیا۔ منوہر ار اسکے ساتھیاں کے کھلاپھ کوئے پکّا ثبوت کونی تھا۔ وینھ یا بات مانڑ پے تیار کونی تھے اک وینھ یا بندوق شکار واسطے لے کے گئے تھے۔ اُنھاں نیں بھتایا اک یا ساری کاروائی بھیڑے نیں ء کری سے ۔جج نیں بھیڑے تئیں موت کی سزا سنٹائی ار باقی لوگاں تے بھی کچھ سالاں کی سزا ھوئی۔

بھیڑے کی ایک چھوری " شریفن" گھنٹی ء سیانٹی تھی۔ اس کی عمر چودہ، پندرہ سال تھی۔ وا سرکاری وکیل تے ملی۔ وکیل "کاٹوا" کا رہنڑ آلا تھا۔ اس تے ساری کھانٹی سنٹائی۔ وکیل بھی بھیڑے نیں آچھی طریوں جانٹے تھا۔ شریفن نیں اپنٹے باپ کی سزا ختم کرانڑ واسطے وکیل تئیں ترلے کرے۔ وکیل نیں اس کی مدد کرنڑ کی ھاں کرلی۔

وکیل نیں بھتایا اک جج ساب گھنٹا ء رھم دل ار ایماندار ماݨس سے۔ میں تنےّ جج ساب کے گھر کے باھر لے چالوں سوں۔ جب وا سُبیرے عدالت جاݨ واسطے گھر تے لِکڑے تو اس کے آگے کھڑی ہو جئیے ار ھاتھ جوڑ کے اپݨے باپ واسطے انصاف مانگئیے۔ وا ضرور تیری مدد کرے گا۔

شریفن نیں نیوں ء کریا۔ وا جج کے پیراں مینھ ڈھے پڑی۔ ار بھتایا اک میرا باپ جمّائے بے قصور سے۔ وا ایب بوڑھا ہو لیا ار کدے بی رات نیں باھر کونی لکڑدا۔ ناں ء اس مینھ اتنا ھانگا سے اک وا ڈاکہ مار سکے۔ یو کام تو میرے باپ کے شاگرد منوہر نیں کریا سے۔ جو اس کی بندوق شکار کا بھتا کے لے گیا تھا۔ جج نیں اس پے گھنٹا ء ترس آیا ار کان لا کے اسکی بات سݨی۔ مدد کا وعدہ کریا ار وکیل تئیں کیہیا اک کیس کی دوبارہ سُݨوائی واسطے اپیل کرے۔ نیوں بھیڈے کے کیس کی دوبارہ سُݨوائی شروع ہوگی۔

کیس کی سُݨوائی مینھ کچھ اور ثبوت بھی شیامی آئے ار کیس کمزور ہوگیا۔ آخری سماعت آلے دن جج ساب نیں بھیڈے تے اسکی بندوق دے کے کیہیا۔

"غلام حسین، یا رئی تیری بندوق، ایب توں نشانہ لے کے دکھا، دیکھاں توں کِسا نشانہ لاوے سے۔"

بھیڈے نیں کامبدے ھاتاں گیل بندوق ٹھائی ار نشانہ لیݨ لاگیا۔ پھیر جج ساب نیں وائے بندوق منوہر تے پکڑائی ار کیہا۔

" ایب توں نشانہ لے کے دکھا۔" منوہر نیں بندوق پکڑی ار نشانہ لے کے دکھایا۔ پھیر جج نیں کیہیا۔ تھم ساریاں نیں دیکھیا اک ایب غلام حسین کے ھاتھاں مینھ اتنی طاقت کونی اک وا سیدھا نشانہ لے سکے۔ اس کے تو ھاتھ کامبݨ لاگ رہے سیں۔ تو اس ھالت مینھ یو کس طریاں ڈاکہ لا سکے سے ار کسے نیں قتل کر سکے سے۔ پھیر تھم نیں منوہر تئیں بھی دیکھیا کہ اس نیں کتنی ستھری ڈھاݪ بندوق پکڑی ار سیدھا نشانہ لایا۔ یا بات پکی ہو گی اک قتل ار ڈکیٹی غلام حسین نیں نئیں بلک نیں منوہر نیں کری سے۔ تو غلام حسین نیں میں بری کروں سوں ار اصل مجرم منوہر تے موت کی سزا دئیوں سوں۔ ار اس کے ساتھیاں نیں عمر قید۔"

غلام حسین گھراں واپس آگیا ار اس کے بعد دس گیارہ سال زندہ رہیا۔ اس نیں اپݨی بیٹی شریفن کا بیاہ کر دیا۔ ار شریفن شادی کے

بعد اپنڑے خصم گیلیاں شملہ چلی گئی۔ جڑے اسکا خصم ریلوے مینھ کام کرے تھا۔ پاکستان آنڑ کے بعد اسکا خصم مرگیا۔ اس کا دوسرا بیاہ ٹنڈو آدم مینھ فتح محمد گیلیاں ہویا۔ بھیڈے کا بڈا بیٹا، نواز علی (جونڑسا وزن ٹھانڑ کے مقابلے مینھ مرلیا تھا) کی بدھوا کا نکاح اپنڑے دوسرے بیٹے محمد شریف گیلیاں کردیا۔

بھیڈا اسّی سال کی عمر میں مریا۔ اس کے مرنڑ کے دو تین سال پاچھے پاکستان بنّیا۔ سارا خاندان اٹاری ہوندا ہویا والٹن کیمپ پوھنچیا۔ ہجرت کے ٹیم بڈے بیٹے شریف کی عمر اکیس، بائیس سال تھی ار چھوٹا بیٹا تیرہ، چودہ سال کا تھا۔ شیر محمد دنیاداری تے دور ایک درویش مانڑس تھا۔ والٹن کیمپ تے یو خاندان محراب پور (سندھ) آیا ۔ ار ایب تائیں اسے شہر مینھ ء رھوے سے۔

ہر فن مولا

اختر مرزا

میں جد بھی کسے متین نام کے کسے ماٹس نیں ملوں سوں یا پھیر اس کا ذکر سنوں سوں تو منۓ اپنا متین یاد آ جے سے۔ جے متین صاحب نیں ہر فن مولا کہیا جاوے تو یا بات غلط کونی ہووے بلکہ یو نام اس کی شخصیت گیلیا ں بلکل ٹھیک لاگے گا۔

بھائیو۔۔۔۔ جے تھامے کسے بھی مسئلے کا ذکر متین آگے کرو گے تو ایک منٹ تے پہلاں اسکا حل تھارے شیامی پاوے گا۔ پر ایک بات دیکھی ۔ جے تھام نیں کسے کے کام کی تعریف متین آگے کردی تو متین بھی اس میدان کا کھلاڑی بن کے تھارے شیامی آ جے گا ار گیلیاں مثال بھی لے کے آوے گا۔

اس تے پہلوں کہ میں متین کے کارنامے تھارے تئیں سناؤں ۔ پہلا ں میں اس بندے کے خاندان، گام ار اس کے حلیے کے

بارے میں بھتا دیوں ۔ کیوں جے جد تھامے اس کے کارنامے سنؤ تو تھارے شیامی اس کی پھوٹو بھی آ جے۔

جد میں پہلی بریاں متین گیلیاں ملیا تو اس کی عمر 65 سال کی ہووے گی۔ قد درمیانہ سا تھا۔ رنگ سانولا، ناک لامبی ار مڑی ہوئی ۔ سر پہ بال ناں ہونڑ کے برابر تھے۔ بس کاناں کے اوپر دونوں پاسے ایک جھالر سی لٹکے تھی ار اس نیں بھی تیل لا کے بٹھانڑ کی کوشش کریا کرے تھا۔ کرتا پجامہ پہریں دیکھیا ۔ جب بھی دیکھیا۔ پجامہ کھلے پینچیاں آلا ہووے تھا۔ متین کی آنکھ چھوٹی چھوٹی تھی۔ متین ہندوستان کی ریاست بھوپال کا رھنڑ آلا تھا۔ ار اپنا تعلق ریاست بھوپال کے نواب حمید اللہ گیل جوڑیا کرے تھا۔ ار اس بات پہ گھنا ء مانڑ کریا کرے تھا۔

ایک بات جو منے متین کی سب تے گھنٹی آچھی لاگی ۔ اسکی خودداری تھی۔ وا کلّا ء رہوے تھا ار اس عمر میں بھی کسے پے اپنا کام نہیں کروایا کرے تھا۔ اس کا گذارا پرانے ڈھبیاں کے آسرے پے تھا۔ ار اس کے ڈھبّی بھی آدر مانڑ گیل اس کی مدد کریں تھیں۔

ایک امیر مِتّر نیں رہنڑ کا ٹھکانٹہ دے راکھیا تھا ار کھانڑ پینڑ کا بھی انتظام کر دیا تھا۔

اس تے پہلاں متین بلدیہ کمیٹی مینھ چونگیاں کے محکمے مینھ نوکری کرے تھا۔ اصل مینھ میرا ملنٹا بھی میرے استاد اسلم ار چونگیاں کے بڈے افسر سلطان محمود ڈاھر کے دفتر مینھ ہویا تھا۔ اس ملاقات تے پہلاں منے متین کے کئی قصے سنڑ راکھے تھے۔ ار میرا بڈا جی کریا کرے تھا کہ میں بھی متین گیلے ملوں۔

آخر ایک دن یو کام ہو ء گیا۔ میں اپنٹے استا د کے گھراں ملنڑ گیا تو بیرا پاٹیا۔ اک متین بھی تھوڑی دیر مینھ ان کے گھراں آوے گا۔ پر اس کے آنڑ تے پہلاں استاد نیں کچھ باتاں پے عمل کرنڑ کا کہیا۔

1۔ متین کی بات سُنڈے ہوئے جمّاں چُپ کر کے بیٹھنٹا سے۔

2۔ اس کی بات سُنڈے ہوئے ھانسنڑ پے پابندی سے ،

کیوں جے اس نیں بیرا پاٹ گیا اَک ھم اس کی باتاں نیں بس سواد

لینڑ کھاتر سُنّا ساں۔تو وا بھائی ساب کوئے بات کونی سنّاوے ار بیرا
نی کدلگ روسیا رہوے۔

متین پے کچھ سنڑ کھاتر کچھ ماحول ار موڈ بنّاٹا پڑیا کرے
تھا۔ایک دن ھم نیں لکھنؤ کے لوگاں کے نازک ہونڑ کا ذکر چھیڑ
دیا۔ کہنڑ لاگیا۔

"میرا بیرا ! تھم نیں پھیر نواب حمیداللہ خان ساب کے
بارے مینھ کونی سُنّیا ہو گا۔ایک دن نواب ساب ھاتی پے بیٹھ کے
سیر کرنڑ لکڑے۔ نواب ساب کی طبیعت اتنی نازک تھی اَک تھم
نیں کے بھتاؤں۔بزار مینھ کو جاندے ہوئے ھاتی کے پیر تلے مولی کا
پتّہ آگیا۔ بس اُسے ٹیم نواب ساب کے زکام ہوگیا۔"

بس بھائیو ! یا تو وائے بات ہوگی

کیلا کھانے سے میرے دانت ہلے جاتے ہیں
فرش مخمل پے میرے پاؤں چھلے جاتے ہیں

ایک بریاں ھم نیں باتاں باتاں مینھ ہونڑ آلی بسنت کا نام
لے کے کہہ دیا اَک لاہور کے لوگ بڈی دھوم دھام تے بسنت منایا

کریں سیں۔ کئی لوگ پتنگ اڈانڑ کھاتر تانبے کی تار استعمال کریں سیں۔ اَر کچھ لوگ تو پتنگ گیلیاں ڈھیم بھی باندھ کے اڈا دیں سیں۔

(یو سنڑو پھیر)

کہنڑ لاگے۔"ہونہہ ! وزن باندھ کے !"

بھوپال مینھ ھم اڈایا کراں تھے پتنگ"

"سارا سارا دن ار ساری ساری رات پتنگ اڈیا کرے تھی۔

اور تو اور، مینھ مینھ بھی پتنگ اڈدی رہیا کرے تھی۔ "

ھم نیں پوچھیا۔ "بھائی مینہہ مینھ کیوکر اڈے تھی۔"

کہنڑ لاگیا۔"رے میرے یار۔یو بھی کوئے مشکل کام ہے؟

جے پتنگ پے تیل لا دیو، تو مینہہ کا کوئے اثر کونی ہوندا۔"

"سانجھ نیں پتنگ کی ڈور کیل گیلیاں باندھ دیا کراں تھے۔"

" اَر سبیرے سبیرے پھیر تار لیا کراں تھے۔"

"میرے بھائی۔ ھم نیں تو پتنگ پے دس سال کا چھورا بھی

بٹھا کے اڈا دیا تھا۔ "

یا بات سنڑ کے میں تو ڈھیندے ڈھینڈے بچیا تھا۔ ار بڈی مشکل تے ھانسی روکی ۔پھیر بھی کچھ بے یقینی تے پوچھیا۔

" متین ساب ! دس سال کا چھورا پتنگ پے؟"

کہنڑ لاگیا: "ہاں بھائی۔ کیوں نئیں ہو سکدا؟ گانٹھ آلا بانس لیا دو منّے۔"

ایبے بٹا کے دکھا دیوں گا۔"

(ایب مھارے جِسے ماھتڑاں نیں کے بیرا ، گانٹھ آلا بانس کرڑے تے ملے گا اریو کونسا مانگے سے)

یا تو وائے بات ہوئی۔

نہ نو من تیل ہو گا ، نہ رادھا ناچے گی

کوئے بھی اِسا کھاتا کونی تھا جس کے بارے مینھ متین ناں جانڈا ہو۔ ار اس کام کا تجربہ اس نیں ناں کر راکھیا ہو۔ اس کے دھورے تو بھائیو۔اس کے دھورے تو ہر بات کا جواب ہووے تھا وا بھی ثبوت گیلیاں۔ منّے پیچھلے ء تھارے تئیں بھتا دیا تھا اک متین

شہر کی چونگیاں کے محکمے میںھ نوکری کریا کردا۔ ار اوڑے کے ماٹساں نیں بھی اس کی عادتاں کے بارے میںھ بیرا تھا۔ ایک بر انہاں نیں متین تے ایک نصیحت کرنٹ کی کوشش کری ۔ جس میںھ وا مردا مردا بچیا۔ پر آفرین ہے اس پے اک اُس نیں اپنٹی عزت پے کوئے حرف نئیں آنٹ دیا۔

ہویا کچھ نیوں ۔ دسمبر کا میھنا تھا ار جاڈا بھی کڑا کے کا پڑے تھا۔ ایک جنٹے نیں اس تئیں کہیا۔

"یار متین ! یو جونسا چاچا اقبال سے نی ۔۔"

"یو سردیاں میںھ بھی ورزش کر کے ٹھنڈے پانٹی گیلیاں نھاوے سے۔"

بیرانی اس کا کے دماغ خراب ہو ریا سے۔"

(چاچے اقبال کی عمر بھی لگ بھگ 50 سال تھی) پر اس کا ورزش کرنٹ ار ٹھنڈے پانٹی گیلیاں نھانٹ کا دور دور تئیں کوئے واسطہ کونی تھا۔

بس بات سنڑ کی دیر تھی۔ متین بولیا: "ہاں بھائی، سبیرے سبیرے ٹھنڈے پانڑی تے نھانڑ تے گات ینھ کاھلی کونی آندی۔"

" میں بھی روز سبیرے نیں ورزش کر کے ٹھنڈے پانڑی گیلیاں ء نھایا کروں سوں۔"

" ار میں تو روزآنہ 100 ڈنڈ بھی پیلیاں کروں سوں۔"

اسے بات پے شرط لاگ گی چاچے اقبال گیلیاں۔

دن ار وقت بھی بندھ گیا۔دو دن بعد متین ھاتھ ینھ تیل کی شیشی ار کاندھے پے جانگیہ دھر کے پونچ گیا۔چاچے اقبال نیں کڑے آٹا تھا۔ ایب متین نیں پہلاں تو کپڑے تار کے جانگیہ پیھریا۔گات پے سرسم کا تیل لایا۔ مالش کری۔ چونگی پے بیٹھے سارے لوگ واہ واہ کریں تھے۔ ار اقبال کے ناں آنڑ پے اُس تئیں ڈرپوک ار بیرانئیں کے کے کہویں تھے۔ کہ اقبال تو ڈر گیا۔ بھاج گیا ار دیکھو متین موجود ہے۔ متین نیں کچھ اُلٹی سیدھی ورزش کری ار پھیر نلکے تلے بیٹھ کے

نھاݨ لاگ گیا۔ نتیجہ پھیر نیوں لِکڑیا اَک متین کے نمونیا ہوگیا ار بیچارہ پندرہ دن تئیں کھاٹ مینھ پڑیا رہیا۔

کدے کدے تو متین اتنے گرڑنگ پیل دے تھا اک ہم نیں ہضم کرݨا مشکل ہو جیا کرے تھا۔ ار مھاری برداشت کی حد ہو جیا کرے تھی۔

سردیاں کے دن تھے۔ ار سارے جݨے بیٹھے مالٹے کھاویں تھے۔ منّے کہیا۔" یار متین ! سنٹیا سے اک ہندوستان مینھ کنوں ، مالٹے کونی ہوندے۔ اوڑے تو نارنگی ہوویں سیں۔ "

متین بولیا:

" ارے مریار ! کے یاد کروا دیا تنّے۔"

" بس کے بھتاؤں؟ "

"کے دن تھے وینھ بھی۔"

" جوانی پاٹی پڑے تھی۔ ایک بر مالٹے کھاݨ نیں جی کر گیا۔
شام ہوݨ آلی تھی۔ سوچیا اَک اپݨے یار نواب صاب کے باگ مینھ
تے تازے مالٹے توڑ کے کھائے جاویں تو سواد سا آجے گا۔"

"بس پھیر کے تھا۔"

میں پونھچ گیا نواب کے باگ مینھ۔"

" ار لاگ گیا توڑݨ مالٹے۔۔۔"

"ایک دم نیوں ہوا اک بادل آگے ار مینہہ برسݨ لاگ گیا۔
نیونے تے بالھ بھی جوراں کی چالݨ لاگ گی۔"

" بڑی مشکل تے مالٹے کٹھے کر کے چادر مینھ باندھے۔ ار سر
پے دھر کے چال پڑیا۔ رستے مینھ کتے بھی ملے۔ تولا تولا باگ کے
گیٹ پے پونچیا تو دیکھیا گیٹ بند۔ بس پھیر کاندھ پے کو کود ماری۔

(ایب نیوں اندازہ لاؤ اک نواب اسکا ڈھبّی تھا)۔

سر پے مالٹیاں کی گٹھڑی۔کتے بھی پاچھے لاگ رے تھے۔
ان تے بھی لڑدا آیا۔ گھراں پوھنچیا تو اندھیرا ہو لیا تھا۔ "

"بابو گھٹا ء گسّے مینھ تھا۔ پیشی پڑ گی۔"

بابو بولیا: "کیوں رے موتی کے بچے ! کرڑے گیا تھا۔"

میں بولیا: "بس نیوں ء مالٹے کھانْ نیں جی کرے تھا۔ نواب صاب کے باگ تئیں گیا تھا۔"

بابو اپے بھی گسّے مینھ تھا، بولیا:

"کچھ لے بھی آیا اک نیوں ء جھک مار کے آگیا۔"

میں بولیا: "لیایا سوں بابو۔"

پوچھیا: "کتنے سیں؟"

میں بولیا: "وینھ پڑے سیں بھیترلے کوٹھے مینھ۔ آپے دیکھ لیو۔"

ارجب مالٹے تولے گئے تو پورے سولہ منْ لِکڑے۔

منےّ گھٹی ء کوشش کری اک کوئے تو کام اسا ہو جس مینھ متین نیں ھارنا پڑے۔ پر یارو ! وا متین ء کے جو ھار مان لے۔ آخر

سوچ سوچ کے ایک اسا کام ڑوھیا۔ جس مینھ منّے لاگے تھا اک یتین ھار جے گا۔

منّے کہیا: "یار متین ! آج کل ڈاکے ار چوریاں بوھت ہوݨ لاگ گی سیں۔ پر پولس آلے بھی گھݨے ء تیز ہو گے سیں۔ ار نئے نئے طریقیاں گیلیاں چوراں نیں پکڑ لیویں سیں۔ چوری بھی براٰمد کراویں سیں ار چور نیں جیل بھی ہو جے سے۔"

کہݨ لاگیا: " ارے بھائی ! بڈی چوریاں کر راکھی سیں۔ پر کوئے سسرا پولس آلا نئیں پکڑ سکیا متین نیں۔"

" پاکستان بݨݨ تے پہلاں کی بات سے۔

(یاد راکھیو، متین پاکستان بݨݨ تے پہلاں ریاست بھوپال مینھ رہیا کردا)

" مینھ منچن آباد ار ڈونگہ بونگہ کے گاماں مینھ چوری کر کے واپس آجیا کردا۔"

پولس ڑوھندی ء رہ جاندی۔"

پولس کے افسر میرے تے اتنے تنگ آ گے اک جِب کسے چوری کا کوئے تھا ٹھکاٹہ نئیں ملدا تو فائل پے نیوں لکھ کے فائل بند کر دیویں تھے۔ ۔

"یو موتی ڈاکو کا کام سے۔"

تو میرے بھائیو۔ ایب ہور کوئے گنجائش کونی بچی تھی اک میں کچھ اور بھی پوچھڑا۔آج تے کوئے دس سال پہلاں متین مھارے شہر تے صادق آباد بِگ گیا تھا۔ ار اس کے بعد منّے اُس کے بارے مینھ کوئے بیر اکونی۔

جے متین جیوے ہے تو رب تعالی اس کی عمر لامبی کرے ار جے مر لیا ہو تو رب تعالی اس تئیں جنت الفرو دمینھ جگہ دیوے۔ (آمین)

مرݨ آلے کی یاد مینھ

(پطرس بخاری کے مضمون "مرحوم کی یاد میں" کا ہریانوی ترجمہ)

اختر مرزا

ایک دن میں اَر مِرجا ساب میرے گھر کے بریںڈے مینھ دھورے دھورے کرسیاں پے چُپ چپیتے بیٹھے تھے۔ نیوں کہیا کریں سیں اَک جِب دوستی گھݨی پُرانی ہو جے تو پھیر آپس مینھ بولݨ بالݨ کی بی کوئے جرورت کونی رھندی۔ ڈھبّی آپس کی چُپ تے بی سواد لے لیویں سیں۔ یائے ھالت میری بی تھی۔ ھم دونوں اپ اپݨی سوچاں مینھ ڈُوبے پڑے تھے۔ مِرجا ساب کی تو میں کہہ نئیں سکدا اَک کے سوچے تھا، پر میں جمانے کی گدّم گھاݨی پے سوچݨ لاگ رھیا تھا۔ دور پراں سڑک پے مڑی ھاݨ کے بعد کوئے کار لنگ جے تھی۔ میں کچھ اس طریاں کا ھوں اَک جِب بی میں کسے کار نیں دیکھوں سوں۔ منّے اس دنیا کی گدّم گھاݨی کا کھیال ڈنگ مارݨ لاگ جے سے۔ اَر میں کوئے اِسی ترکیب سوچݨ لاگ جیوں سوں اَک جے وا ترکیب میرے دھورے

آج تو میں اس دنیا کا سارا دھن سارے ماٹساں بیچ برابر برابر بانڈ دیوں۔ جے میں سڑک پے چالدا جانداں ھوں اَر کوئے کار نیوں میرے دھورے کو لنگ جے اَ ر سڑک کی دُھول، ماٹّی میرے پھِپھڑیاں، دماغ، معدے اَر میری تلی تئیں پوھنچ جے تو میں گھراں آ کے علم کیمیا کی وا کتاب کاڈھ لیوں سوں جونسی منّے بارھویں جماعت مینھ پڑھی تھی۔ اِس کتاب نیں دوسری بریاں پڑھنڑ کا مطبل نیوں سے اَک کے بیرا میں کوئے بمب بنّانڑ کا طریقہ ٹوھ لیوں۔

کچھ دیر میں نیوں ء سَسکدا رھیا۔ مرجا ساب نیں کوئے دھیان نئیں دیا۔ آکھر منّے ء بولنا پڑیا۔

"مرجا ساب ! مھارے مینھ اَر جِنوراں مینھ کے انتر سے؟"

مرجا ساب بولیا: "مر یار! کچھ تو انتر ھوگا۔"

میں بولیا: "میں بھتاؤں؟"

کہنڑ لاگیا: "بول لے۔"

میں بولیا: کمیں انتر کونی۔ سُنٹے سے مرجا ساب؟ کمیں انتر کونی، مھارے مینھ اَر جِنوراں مینھ ۔۔۔۔۔۔۔ میرے مینھ اَر جنوراں مینھ تو جماں ء کونی۔ منّے بیرا سے، توں بات مینھ کیڑے کاڈھنڑ مینھ تو گھنّا

ء گیانی سے۔ کہہ دے گا، جِنور جگالی کریں سیں۔ توں جگالی کونی کردا۔ اُن کے پوھنجڑ ہو سے۔ تیری کونی۔ پر ان باتاں تے کمیں کونی ھوندا۔ ان تے تو نیوں لاگے سے اَک وینھ میرے تے گھنے آچھے سیں۔ پر ایک بات مینھ، میں اَر وہنھ جماں برابر ساں۔ وینھ بی پیدل چالیں سیں۔ میں بی پیدل چالوں سوں۔ اِس بات کا تیرے دھورے کوئے اُتّر سے؟ کونی ناں؟ کمیں سے تو بھتا! بس پھیر چُپ کر جا۔ جِب تے میں جامیا سوں، پیدل باٹ کردا آیا سوں۔ کے کہہ سے! تنّے پیدل کا مطبل کونی بیرا۔۔۔۔۔! پیدل چالنڑ کا مطبل ھو سے اَک اس دھرتی کی چھاتی پے نیوں ھرکت کرنٹا اَک دونوں پیراں مینھ تے ایک ناں ایک جرور دھرتی پے رھوے گا۔ ساری عمر میرا چالنڑ کا طریقہ نیوں ء رھیا سے۔ ایک پیر دھرتی پے دھروں سوں تو دوسرا ٹھا لیوں سوں۔ دوسرا دھروں سوں تو پہلا ٹھا لیوں سوں۔ ایک آگے، ایک پاچھے۔ ایک پاچھے، ایک آگے۔ سَوں اللہ پاک کی! اس طریاں کی جندگی تے دماغ سوچنڑ کے قابل نئیں رھندا۔ سوچنڑ کی طاقت مر جے سے۔ ماڑس گدھے برابر ھو جے سے۔"

میری اس ساری رام کتھا سُنڈے ھوئے مرجا ساب نیوں بے پروائی گیلیاں سِرگٹ پیندا رھیا اَک ڈھبیاں کی اس بات پے روڻ جے جی کر جے سے۔ مننّے گھڻی ء گِھڻ آئی اَر مونھ اس کے کاھنی تے پھیر لیا۔ نیوں لاگے تھا اَک مرجا ساب نیں میری باتاں پے یقین ء کونی آیا تھا۔ جڻوں میں اپڻی تکلیپھ بھتاؤں تھا وینھ ساری بس میری ء سوچ تھی۔ یعنی مننّے جوپیدل چالڻ کی شکایت کری اُس کا کوئے مطبل کونی تھا۔ اَرینھ کسے بی سواری پے چڈھڻ کا ھق دار کونی تھا۔ مننّے اپڻے من مینھ کیھیا۔ " اچھا مرجا ساب ! نیوں تو پھیر نیوں ء سہی ۔ ایب دیکھ۔ میں کروں کے سوں۔"

مننّے داند بھینچے ، ار کُرسی کے ھاتھ پے کو جُھک کے مرجا ساب کے نیٹے ھو لیا۔ مرجا ساب نیں بی میرے کاھنی مونھ کریا۔ میں مُسکرایا پر میری مُسکراھت مینھ جیھر بھریا تھا۔ جِب مننّے دیکھیا اَک ایب وا میری بات سُنڻ نیں تیار سے تو مننّے ایک ایک شبدھ پے جور دے کے کیھیا۔

"مرجا ساب ! میں ایک کار لیڻ جاؤں سوں۔"

نیوں کہہ کے میں انڑ جانڑ ھو کے دوسری اوڑ دیکھنڑ لاگ گیا۔

مرجا ساب بولیا: "کے کہوے سے توں ! کار لیوے سے؟"

میں بولیا: "سُنیا کونی کے؟ میں موٹر کار لینڑ لاگ رھیا سوں۔ موٹر کار ایک اِسی گاڈّی سے، جس نیں کچھ لوگ موٹر کہویں سیں اَر کچھ کار۔ پرتوں جمّاں ماٹّی کا مادھو سے۔ اِس مارے منّے دونوں شبدھ بولے سیں۔ اَک تنّے سمجھنڑ مینھ کوئے دقّت ناں آوے۔"

مرجا ساب بولیا: "ھوں۔۔۔۔۔"

ایب کے میں بے پروائی تے سرگٹ پینڑ لاگ گیا۔ سیلی منّے اوپر نیں ٹھالی۔ سرگٹ آلا ھاتھ نیوں کر کے مونھ تئیں لیاندا جنّوں میں کوئے سنیما کا ایکٹر ھوں۔

مڑی ھانڑ مینھ مرجا ساب نیں پھیر "ھوں" بولیا۔

منّے سوچیا اس پے اثر ھونڑ لاگ رھیا سے۔ مرجا ساب پے رعب پڑ گیا سے۔ میں تو چاھوں تھا اَک مرجا ساب کچھ بولے اَر منّے بیرا پاٹے اَک کتناک رعب پڑیا سے۔ پر مرجا ساب نیں پھیر بولیا: "ھوں"

منّے کیہیا۔" مرجا ساب ! جڑے تئیں منّے بیرا سے ، تنّے اسکول، کالج اَر گھر ماینھ دو تین جبان سیکھی سیں۔ ار ان تے نیارے بی تنّے کچھ شبدھ آویں سیں جو کسے اسکول، کالج یا کسے شریف گھر ماینھ کونی بولے جاندے۔ پر اس بکھت توں جو "ھوں" تے آگے کونی جاندا۔ منّے لاگے سے یو "جلیوا" سے۔ اس بکھت تیری جو ھالت سے اس نیں عربی ماینھ " حسد" کہویں سیں۔ "

مرجا ساب کہنڑ لاگیا۔" ناں ! یا بات کونی۔ میں تو بس کھریدنڑ کے شبدھ پے سوچوں سوں۔ تنُّے کیہیا اَک توں ایک کار لینڑ جاوے سے۔ تو میرے یار! کھریدنڑا ایک اِسا کام سے جس کی کھاتر رپیئیاں وگیرہ کی جرورت ھوسے۔ وگیرہ کا بندوبست تو تیں کر لے گا۔ پر رپیئیاں کا کے کرے گا۔ کِت تے لیاوے گا؟"

یو نکتہ تو منّے بی کونی سوچیا تھا۔ پر منّے ھمت ناں ھاری۔ منّے کیہا۔ " میں اپنڑی کوئے مہنگی چیج بیچ دیوں گا۔"

مرجا ساب بولیا۔" کونڑ کونڑ سی سیں تیرے پے مہنگی چیج؟"

میں بولیا۔ " ایک تو میں اپنڑا سرگٹ دھرنڑ آلا ڈبّا بیچ دیوں گا۔"

مرجا ساب بولیا۔ "چلو۔ دس آنے تو ینھ ھو گے۔ باقی کے ڈھائی تین ہجار کا انتجام بی نیوں ء ھو جے گا تو سارے کام ٹھیک ٹھاک ھو جیں گے۔"

پھیر منےّ لاگیا اَک بات چیت نیں کچھ دیر واسطے روک دیٹا چاھیئے۔ اَر میں چُپ ھو گیا۔ یا بات ایسے بی سمجھ کونی آئی تھی اَک لوگ رپیئے کرڑے تے لیاویں سیں۔ گھنٹا ء سوچنڑ پاچھے اِس نتارے پے پوھنچیا اَک مانٹس چوری کریں سیں۔ نیوں سوچ کے مڑا دُھڑا سکون ھویا۔

مرجا ساب بولیا۔ " ایک بات بھتاؤں۔۔۔۔۔ ایک سائیکل لے لے۔"

میں بولیا۔ "رپیّاں کا مسئلہ تو پھیر بی رھوے ء گا۔"

کہنڑ لاگیا۔ "مپھت مینھ ملے تو؟"

منےّ کیھیا۔ " مُپھت ! او کیو کر؟"

کہنڑ لاگیا۔ " مُپھت ء سمجھ۔کسے ڈھبّ پے پِیسے لیٹا بی کوئے سراپھت کونی۔ پر جے توں احسان ناں لیٹا چاھوے تو تیری مرجی۔"

اِسے اِسے موقعے پے میری ھانسی مینھ ایک بالک کی معصومیت، ایک گابھرو کی کُھسی، پُھواریاں کی پُھوار کے راگ، بُلبُل کا گیت سارے کٹھے ھو جیں سیں۔ اَر میں نیوں ء ھاٹیسا۔ تو میری گلاپھو جو چوڑے ھو کے کِھنچ گے تھے وینھ گھنٹی ء دیر اپنی جگہ پے واپس کونی آئے۔ جِب منّے یقین ھو گیا اَک چانٹ چک کسے کُھسی کی کھبر سُنڻ کے بعد دل کا دورہ پڑنٹ کا جو کھترہ ھوسے، میں اُس تے بچ گیا سوں، تو منّے پوچھیا۔ یا سائیکل ہے کِس کی؟"

مرجا ساب بولیا۔ " میرے پے ایک سائیکل پڑی سے۔ توں لے لے۔"

میں بولیا۔ " ایک بر پھیر بولیئے۔"

کہنٹ لاگیا۔ " بھائی ! ایک سائیکل ہے میرے دھورے۔ جے وا میرے سے تو تیری ہی ھوئی۔ توں لے لے۔"

یقین مانو، میرے پے تو گھڑے بھر پانی پڑ گیا۔ لاج کے مارے پورے گات پے پسینہ آگیا۔ چودھویں صدی مینھ بھلا اِسی بے گرج دوستی کرڑے دیکھنٹ مینھ آوے سے۔ منّے کُرسی سرکا کے مرجا

ساب کے ھور نیڑے کر لی۔ سمجھ مینھ کونی آوے تھا اَک اپنْی بے
بسی ار سرم کا کیو کر جِکرا کروں۔

میں بولیا۔ " مرجا ساب ! سب تے پہلاں تو میں اپنْی گلتی
مانوں سوں جو منےّ بڈا بول بولیا ار تیرے تے مونھ پھیر کے بات
کری۔ دوسرا آج میں تیری شیامی اس بات نیں ماننْ لاگ رھیا سوں
اَک میں تنےّ ایک کُھد گرج، کمینہ، لالچی ار چلاک مانْس سمجھوں تھا۔
منےّ ماف کر دیئے۔ دیکھ یار !۔ نراج ناں ھوئیے۔ گلتی مانْساں پے ء
ھویا کرے سے۔ پر آج تنےّ اپنْی سراپھت ار یاری نبھانْ کا ثبوت
دے دیا سے۔ اَر میرے تیئں ثابت کر دیا سے اَک میں ایک نِپھرت
کے قابل ، چھوٹی سوچ آلا ار چھوٹا مانْس سوں۔ منےّ ماف کر دے
میرے یار۔"

میری آنکھیاں مینھ آنجھو آ گے۔ اس تے پہلاں اَک میں اپنْا
سِر مرجا ساب کی گودی مینھ دھر دیوں ار اُس کے ھاتھ پے ایک پیار
کروں۔ مرجا ساب بولیا۔

"یار اس میں میری سکھاوت جِسا کچھ کونی۔ میرے پے ایک
سائیکل سے، جِسا میں اس پے بیٹھیا۔ اِسا ء توں بیٹھیا۔"

میں بولیا۔ " مرجا ساب ! مُپھت مینھ کونی لیوں۔ یوں کام میرے پے کونی ھووے۔"

مرجا ساب۔ " بس منّے یو ء ڈر لاگے تھا۔ منّے بیرا سے اَک توں کسے کا احسان کونی لیندا کدے بی۔ رب گواہ سے، اس مینھ احسان کچھ بی کونی۔"

میں بولیا۔ " بس کچھ بی سمجھ لے۔ منّے اِس کی قیمت بھتا دے۔"

مرجا ساب۔ " ایب توں قیمت پوچھ کے منّے کانڈیاں مینھ ناں رگید، میرے یار۔ اَر جِب منّے لی تھی تو اس کی قیمت گھٹی ء تھی۔ اَر ایب تو وا اتنے کی رھی بی کونی۔"

منّے پوچھیا۔ " تنّے کتنے کی لی تھی؟"

کہنڑ لاگیا۔ " منّے تو پونٹے دو سو رپیّاں کی لی تھی۔ اُس جمانے مینھ سائیکلاں کا رواج مڑا سا گھیٹ تھا۔ نیوں کر کے مھنگی ملیں تھیں۔"

منّے پوچھیا۔ " گھٹی پُرانٹی سے کے؟"

بولیا۔ "نئیں۔ اِسی بی پراڻی کونی۔ میرا چھورا اس پے کالج جایا کرے تھا۔ اَر ایہے اس نیں کالج چھوڑیں دوسال بی کونی ھوئے۔ پر اتنا جرور سے اَک آجکیل کی سائیکلاں تے کچھ نیاری سے۔ آج کیل کی سائیکل تو جنڻوں ٹین ڈبیاں تے بٹیں سیں۔ اَر کالج کے چھورے سستی سمجھ کے کھرید لیں سیں۔ پُراڻی سائیکلاں کا لوھیا گھڻا مجبوط ھویا کرے تھا۔"

"پر مرجا ساب! پونے دو سو رپئیے تو میں کونی دے سکوں گا۔ اتنے رپئیے میرے دھورے کڑے تے آئے۔ میں تو اس تے آدھے پِیسے بی کونی دے سکدا۔"

مرجا ساب۔" میں کد تیرے پے پورے پیسے مانگو سوں۔ اصل مینھ تو میں پیسے لیڻا ء کونی چاھندا۔ پر۔۔۔۔۔۔۔"

میں بولیا۔ " ناں مرجا ساب! پیسے تو تنئے لیڻے ء پڑیں گے۔ اچھیا نیوں کر۔۔۔ میں تیری گوجی مینھ کچھ پیسے گیر دیوں سوں۔ توں گھراں جا کے گِڻ لئے۔ جے ٹھیک لاگیں تو کیل نیں سائیکل بھیج دیئے۔ نئیں تو پِیسے اُلٹے موڑ دیئے۔ ایب اورے میں تیرے گیلیاں گاھکاں آلی بات کروں تو کِمیں آچھا کونی لاگے۔"

مرجا ساب۔" چلو جیوکر توں کہوے سیے نیوں کر لیاں ساں۔ میں تو ایہے ہی کہوں سوں اَک رہݨ دے پیسیاں نیں۔ پر میں یا بات ہی جاݨوں سوں اَک توں مانے کونی۔"

میں اُوٹھ کے نیں بھیتر کوٹھڑے مینھ آیا۔ منّے سوچیا، ماݨس پراݨی چیج کی آدھی قیمت دیا کریں سیں۔ پر جب منّے کیہیا تھا اَک میں تو آدھی قیمت ہی کونی دا سکدا۔ تو مرجا ساب نیں اس پے کوئے اُتّر کونی دیا تھا۔ بلک نیں وا تو نیوں ء کہندا رہیا اَک مُپھت مینھ لے جا۔ پر مُپھت میں کیوکر لیوں تھا۔ آکھر نیں سائیکل سے۔ سواری سے۔ بکسا کھولیا تو بیرا پاٹیا اَک اس مینھ کل ملا کے چھیالیس رپیئے سیں۔ چھیالیس رپیئے تو کمیں ٹھیک نی لاگدے۔ پنتالیس یا پچاس ھوݨے تھے۔ ایب پچاس تو ھونئیں سکدے۔ اَر جے پنتالیس ء دیݨے ھیں تو چالیس کیوں ناں دے دیوں۔ جن پیسیاں کے آکھر مینھ صفر لاگ جے سے وینھ گھݨے لاگݨ لاگ جے سیں۔ بس یا بات ٹھیک سے۔ چالیس دے دیوں سوں۔ اللہ کرے مرجا ساب قبول کرلے۔

باھر آیا۔ چالیس رپیئے مُٹھی مینھ بند کر کے منّے مرجا ساب کی گوجھ مینھ گھال دئیے اربولیا۔

" مرجا ساب ! ان پیسیاں نیں سائیکل کی قیمت ناں سمجھئیے۔ جے اپنٹے ایک گریب ڈھبّی کے دئیے ھوئے ینھ تھوڑے سے رپیئے تنئّ سمجھ یینھ آجیں تو سبیرے سائیکل بھجوا دیئے۔

مرجا ساب جانٹ لاگیا تو منئّ ایک بریاں پھیر کیہیا۔ اَک کیل نیں جرور سائیکل سبیرے سبیرے بھیج دئیئّ۔

بارنٹے تے لِکڑدی ھانٹ پھیر کہیپا۔ " کیل نیں سبیرے آٹھ نو بجے تئیں پوھنچ جے۔ دیکھیے ! دیر ناں کرئیے۔۔۔۔۔ رب سوھنٹے کے ھوالے۔۔۔ ار مرجا بھائیؐ۔ میرے ان تھوڑے سے رپیئیاں نیں ءگھنٹا سمجھ لئیؐ۔ تیرا بوھت بوھت شکریہ۔ اَر کوئے بات بھونڈی لاگی ھو تو ماف کر دیئیے۔

مرجا ساب بولیا۔ " مڑا سا جھاڑ جھوڑ لئیؐ اس نیں۔ ار تیل بھی دے لئیؐ۔ جے میرے نوکر نیں پُھرست ھوئیؐ تو میں آپے کروا دیوں گا۔ نئیں تو تیں آپے کروا لئیؐ۔ "

میں بولیا۔ " ھاں، ھاں ! وا میں سب کر لیوں گا۔ توں سبیرے بھیج دئیے۔ ار دیکھیئے۔ آٹھ بجے یا پھیر ساڈھے سات بجے تئیں بھیج دئیے۔ "

رات نیں کھاٹ پے لوٹیا تو سائیکل پے گھومݨ پھرݨ کا پروگرام بݨاندا رھیا۔ نیوں سوچیا اَک دو تین دن مینھ ء آسے پاسے کی ساری مشھور اَر پراݨی جگہ دیکھ لیوں گا۔ اَر اگلے سال جے ھو سکیا تو کشمیر کی سیر بی اسے سائیکل پے کروں گا۔ سبیرے سبیرے ھوا کھاݨ کھاتر نھر کا ھنی جایا کروں گا۔ میں بی سیدھی سڑک پے کو ھلکے ھلکے، چُب چپیتے ھاتی داند کی ایک کھینڈو کی ڈھاں لنگ جوں گا۔ جِب ڈھلدے سورج کی چمک سائیکل کے چمکدے پیہیاں پے پڑے گی تو سائیکل چمک جے گا اَر نیوں لاگے گا جݨوں کوئے راج ھنس دھرتی کے گیلیاں اُڈیا جاوے سے۔ ایک انݨ دیکھی سی مسکراھت میرے ھونٹاں پے کھیلݨ لاگ ری تھی۔ کئی بریاں من مینھ آیا اَک بھاج کے جاؤں ار جا کے مرجا ساب نیں گل تے لا لیوں۔

رات نیں سُپنے مینھ دعا مانگدا رھیا اَک یا سچّے مالک۔ مرجا ساب سائیکل دیݨ پے راجی ھو جے بس۔۔ "

سبیرے نیں اوٹھیا تو اوٹھدے گیلیاں نوکر نیں کُھسی کی کھبر سݨائی اَک جناب سائیکل آگی سے۔

میں بولیا۔ " اتنی سبیرے؟"

نوکر نیں کیہا۔ " وا تو رات نیں ء آگی تھی۔ توں سو گیا تھا۔ منّے جگاٹا اچھیا کونی سمجھیا۔ ار ھاں ! گیلیاں مرجا ساب کا ماٹس یو ڈھبریاں کسٹ واسطے چابی بی دے گیا سے۔"

منّے ھیرانگی تو ھوئی اَک مِرجا ساب نیں سائیکل بھیجٹ مینھ اتنی تول کیوں کری۔ پر میں اس بات پے پوھنچیا اَک ماٹس ایماندار ار سرِیپھ سے۔ جِب رپیئے لے لئے تو پھیر سائیکل کیوکر رول لیندا۔

منّے نوکر تے کیہیا۔ " دیکھ رے ! یا چابی اورے ء چھوڈ دے۔ ار جا کے سائیکل نیں کسے کپڑے گیلیاں اچھی طریاں پونجھ پانجھ دے۔ گلی کی نُکڑ پے جو سائیکلاں آلی دکان سے ، اس پے تے سائیکل مینھ گیرٹ آلا تیل لے آ۔

" ارے او ریل کار ! بھاجیا کڑے جاوے سے۔"

"میری بی سُٹ لے راچھ ! "

"سائیکل آلے پے تیل کی ایک کُپّی لے آیئے۔ ار جڑے جڑے تیل گھالٹ کی جگہ ھو۔ اوڑے تیل گھال دے۔ ار دکان آلے تے کہیئے، گھٹیا تیل نا دیوے۔ اِسا ناں ھو اَک سائیکل کے پُرجے کھراب ھو جیں۔ سائیکل کے پُرجے گھٹے ناجُک ھوویں سیں۔

سائیکل باھر کاڈھ کے راکھ۔ میں اپنے کپڑے بدل کے آؤں سوں۔ ار پھیر تیرے تے کہوں سوں ۔ صاپھ کر دیئے۔ ار گھنٹا ھانگابی ناں لائیے، کدے سائیکل کی پالس رگڑ رگڑ کے تار دے۔ "

منّے توں مینھ چاء پی۔ گُسل کھانے مینھ مجے مجے تے " چل چل چنبیلی باغ میں" گاندا رھیا۔ کپڑے بدلے ۔ چابی گوجھ مینھ گھالی ار کمرے تے باھر لِکڑ آیا۔

برینڈے مینھ آیا تو اوڑے ایک عجیب سی مسین پے نجر پڑی۔ ٹھیک طریوں پِراݨ مینھ کونی آیا اَک یا کے چیج سے۔ نوکر تیئں پوچھیا۔ "کیوں رے ! یو کے راچھ سے؟"

نوکر بولیا۔ "جناب ! سائیکل سے۔"

منّے کہیا۔ " سائیکل ! کس کی سائیکل؟'

کہݨ لاگیا۔ "مِرجا ساب نیں بھجوائی سے۔ تھاری کھاتر۔"

منّے کہیا۔ " ار جوڻسی سائیکل رات نیں بھیجی تھی۔ وا کرڑے گئی؟"

کہݨ لاگیا۔ "یائے تو ہے۔"

منئے کیہیا۔ " کے بکواس کرے سے۔ جو سائیکل مِرجا ساب نیں کیل رات نیں بھیجی تھی۔ وا یائے سے؟"

بولیا: " ھاں جی۔"

میں بولیا۔" اچھیا۔" ار پھیر سائیکل دیکھݨ لاگیا۔

" سائیکل صاپھ کیوں نی کری؟"

"جناب ! دو تین بریاں کری سے۔"

"تو یا میلی کیوں سے۔"

نوکر نیں اس بات کا جواب ء کونی دیا۔

"توں تیل لے آیا؟"

" ھاں جی ! لیایا سوں۔"

" دے دیا۔"

"جناب ! وینھ جو تیل دیݨ کے مورے ہوویں سیں ناں۔ وینھ دیکھے ء کونی۔"

" اس کی کے وجہ؟"

"جناب ! سائیکل کے دُھریاں پے میل ار جنگاڵ اتنا جم رھیا سے اَک وینھ مورے کڑیاں بیچ مینھ ء دب دبا گے سیں۔"

ھلوے ھلوے میں اُس چیج کا ھنی گیا جس تے میرا نوکر سائیکل بھتاوے تھا۔ اُس کے کئی پُرجیاں تے جمّاں نیڑے جا کے دیکھیا۔ تو اتنا تو ثابت ھو گیا اَک سائیکل سے۔ پر جو اس کی ھالت ھو ری تھی تو نیوں لاگیا جنّوں یا چیج ھل، رھٹ اَر چرکھے جِسی چیجاں تے بی پہلے کی بنّی ھوئی سے۔ پہیہ گُھما گُھما کے وا مورا ٹوھیا جس مینھ کسے جمانے مینھ تیل دیا جاوے تھا پر ایب او مورے مینھ کو تیل آنڑ جانڑ کا سلسلہ بند ھو لیا تھا۔

نوکر بولیا۔ "جناب ! تیل گھا لیا تو مورے مینھ جانڑ کی بجائے آسے پاسے لِکڑ جے سے۔ مورے مینھ تو جاندا ء کونی۔"

منّے کہیا۔ " اچھیا۔ اوپر اوپر گیر دے۔ اس کا بی فیدہ ہو سے۔"

پھیر اللہ کا نام لے کے سائیکل پے چڑھیا۔ ایبے پہلا ء پیر چلایا تھا تو نیوں لاگیا جنّوں کوئے مُردہ مانْس اپنْی مرجی کے کھلاپھ ٹھان پے اپنْی ہاڈیاں کی تڑک تِڑک اواج کاڈھ کے گُسّہ کرنْ لاگ گیا سے۔ میرے گھر تے لِکڑدے ء تھوڑی سی اُترائی سی ہے۔ اوڑے پو ھنچ کے سائیکل آپے آپ چالنْ لاگ گی۔ پر نیوں چالی جنّوں سڑک پے

تارکول چالدا ھو۔ ار گیلیاں ء سائیکل کے کئی پُرجیاں مینھ تے طراں طراں کی اواج آنڑ لاگ گی۔ ان اواجاں کے کئی گروپ بنڑائے جا سکیں سیں۔

چین، چاں، چوں کی اواجاں گھنٹی کر کے گدّی کے تلے تے ار پاچھلے پہیئے مینھ تے لِکڑیں تھی۔

کھٹ، کھڑ، کھڑ، کھڑڑ کی طریاں کی اواج مڈگاڈّاں مینھ تے آوے تھی۔

چر-چرّکھ، چر، چرّکھ کی اواج کے سُر سائکل کی چین ار پیڈل مینھ تے آوے تھی۔

چین ڈھیلی ڈھیلی تھی۔ جَد میں پیڈل پے جور لاندا تو جنجیر میں ایک انگڑائی سی اوٹھے تھی۔ ار وا تنڑ جاندی ار چِڑ چِڑ بولنڑ لاگ جاندی۔ ار پھیر ڈھیلی ھو جاندی۔ پاچھلا پہیہ گھومنڑ کے گیلیاں جھومنڑ بی لاگ رھیا تھا۔ نیوں سمجھ لیو اَک آگے نیں تو وا چالے تھا پر گیلیاں ء سجّے تے کھبّے ار کھبّے تے سجّے نیں بی ڈولے تھا۔ جے کوئے سائیکل کی لکیر نیں سڑک پے دیکھدا تو اس نیں نیوں لاگدا جنّوں شراب کے نشّے مینھ ایک سانپ جاندا ھو۔ مڈگاڈ تھے تو، پر پہیاں کے

جماں اوپر کونی تھے۔ ان کا فیدہ بس یو تھا اَک ماٹس جے اُتّر کا ھنی سیر کرنْ جاندا ھو ار سورج پچھم مینھ ڈوبدا ھو تو مڈگاڈّاں کے ھونْ تے سائیکل کے ٹَیر دھوپ تے بچے رھویں گے۔ اگلے پہیئے کے ٹَیر مینھ ایک بڈا سارا ٹَیر پاٹن تے دوسرا جُڑ رھیا تھا۔ جس کے کارنْ پہیہ ھر چکّر مینھ ایک بریاں جور تے اوپر نیں اوٹھے تھا اَر میرا سِر پاچھے نیں جھٹکا کھاوے تھا۔ نیوں لاگے تھا جنٗوں کوئے میری ٹھوڈی تلّے مُکے مارنْ لاگ رھیا ھو۔ پاچھلے ار اگلے پہیئے نیں مِلا کے چُوں، چُوں، پھٹ۔۔۔ چُوں، چُوں، پھٹ ، چُوں، چُوں، پھٹ کی اواج آنْ لاگ ری تھی۔ جِب اُترائی پے سائیکل مڑی سی تیج ھوئی تو جنٗوں ایک بھوکمپ آگیا ۔ ار سائیکل کے کئی پُرجے جو ایب لگ سونْ لاگ رے تھے ایب وینھ بی جاگ گے۔ نیڑے کو لنگدے لوگ گھوم کے دیکھنْ لاگ گے۔ ماواں نیں اپنٖے بالک چھاتی تے لا لئے۔ کھرڑ، کھرڑ کی اواج کے بیچ مینھ پہییاں کی نیاری ء اواج آوے تھی۔ پر ایب سائیکل تیج ھو گی تھی۔ جیاں کر کے چُوں، چُوں، پھٹ کی اواج ایب بدل کے نیں پچچوں، پھٹ، پچچوں پھٹ، پچچوں پھٹ ھو گی تھی۔

ساری سائیکل مینھ تے جنّوں کسے اپھریکی ملک کے جُبان کی گردان سُنڑ مینھ آوے تھی۔

اتنی تیج رپھتاری نے سائیکل کی طبیعت گھنٹی ء کھراب کر دی۔ اَر ایک دم اس مینھ دو تبدیلی دیکھنڑ مینھ آئی۔ ایک تو ھینڈل ایک کاھنی مُڑگیا جس کا نتیجہ نیوں لِکڑیا اَک جاؤں تو میں تھا سجّے پاسے پر میرا گات سارے کا ساری کھبّی اوڑ کاھنی ھو رھیا تھا۔ سائیکل کی گدّی چھ انچ تلانڑ ھو لی تھی۔ جِب میں پیڈل مارنڑ کھاتر اپنی ٹانگاں نیں اوپر تلے چلاؤں تھا تو میرے گوڈّے میری ٹھوڈی کے آلا گیں تھے۔ کرڑ میری دوھری ھو کے باھر نیں لِکڑ رھی تھی۔ ار اگلے پہیئے میں جوڑ کے کارنڑ میرا سِر بی جھٹکے کھانڑ لاگ رھیا تھا۔

گدّی کا تلانڑ ھونا گھنٹی ء مُصیبت دے گیا تھا تو منّے جانڑیا اَک اس نیں ٹھیک کر لیوں۔ منّے سائیکل ڈاٹیا ار تلے اُتر آیا تو نیوں لاگیا جنّوں دنیا مینھ ایک دم ساں سپ ھو گی۔ نیوں لاگیا جنّوں میں ریل کے ٹیسن تے باھر لِکڑ آیا ھوں۔ منّے گوجھی مینھ تے چابی کاڈھی۔ گدّی اونچی کری، ھینڈل بی ٹھیک کریا ار پھیر سائیکل پے بیٹھ لیا۔

ایبے دس قدم بی کونی چالیا تھا تو ھینڈل ایک دم نیچا ھو گیا۔ اتنا نیچا اَک گدّی ایب ھینڈل تے ایک پُھٹ اونچی ھوگی۔ میرا گات ایب آگے نیں جُھک رھیا تھا۔ گات کا سارا بوجھ دونوں ھاتاں پے آلیا تھا۔ ھاتھ ھینڈل پے تھے ار جھٹکے لاگنؔ لاگ رے تھے۔ تھامے میری ھالت نیں سوچو۔ تو بیرا لاگے اَک میں دور تے نیوں لاگوں تھا جنّوں کوئے لُگائی آٹا گُون دی ھو۔ ار منےّ اپنی اس ھالت کا احساس کچھ گھٹا ء تھا تو میرے ماتھے پے پسینہ آگیا تھا۔ میں سجّ، کھبّے کھڑے لوگاں نیں آنکھیاں کے کویّاں مینھ کو دیکھدا جاؤں تھا۔ نیوں تو ھر مانٗس منےّ میل بھر پہلاں ء پاچھے مُڑ مُڑ کے دیکھنؔ لاگ جے تھا پر ان مینھ تے کوئے بی اِسا کونی تھا جو منےّ نیوں سائیکل پے بیٹھیا دیکھ کا ھانٗیسا ناں ھو۔

ھینڈل تو تلے ھو ء گیا تھا، گدّی ایک بریاں پھیر نیچی ھو گی۔ ار میں جمّاں دھرتی کے نیڑے لاگ لیا۔ ایک چھورے نیں کہیا۔

"دیکھو رے دیکھو ! یو مانٗس کے کرے سے۔"

اُس لنگواڑے کے بھا ینھ، میں کوئے بادی گر تھا ار کوئے کلا دکھانْ لاگ رھیا تھا۔ منّے ایک بر پھیر تلے اُتر کے گدّی اَر ھینڈل اونچا کریا۔

پر این ینھ تے ایک ناں ایک پھیر نیچا ھو جاندا۔ وینھ پل، جِد میرا گات ار میرے ھاتھ دونوں ایک ء اونچائی پے ھوں، وینھ بوھت ء کم تھے۔ ار ان ھالات ینھ بی، میں نیوں ء سوچدا رھوں تھا اَک ایب کے گدّی پہلاں نیچی ھووے گی اَک ھینڈل۔ نیوں میں بے ڈر کے ناں رہ سکوں تھا۔ بلک نیں گات نیں گدّی تے مڑا اوپر ء راکھدا۔ پر نیوں کرنْ تے ھینڈل پے گھٹا جور پڑدا ار ھینڈل پھیر نیچا ھو جاندا۔

جِب دو میل لنگ لئے ار سائیکل کی اوٹھک بیٹھک ینھ ایک باقاعدگی آگی۔ تو منّے سوچیا کسے مستری پے تے پیچ کسوا لینْے چاھئیں۔ ار نیوں میں ایک دکان پے آگیا۔

سائیکل کی کھڑ کھڑ نیں سُنْ کے جتنے لوگ دکان ینھ کام کریں تھے سارے میرے کانھی دیکھنْ لاگ گے۔ پر منّے ھونسلہ سا کر کے کیہیا۔

" بھائی ! مڑی اس کی مرمّت کر دیو۔"

ایک مستری آگے نیں آیا۔ اُس کے ھاتھ ینھ ایک لوھے کا سریا تھا۔ اُس گیلیاں مستری نیں سائیکل کے بے دردی گیلیاں ٹھوکا ٹھاکی کری۔ نیوں لاگے تھا جنُوں اس نیں گھنٹی جلدی جلدی سارے ھالات کا انداجا لا لیا ھو۔ پر پھیر بی منّے پوچھݨ لاگیا۔

" کوݨ کوݨسے پرجے کی مرمّت کراݨی سے؟"

منّے کہیا۔" گھݨا ء اینڈی لاگے سے اُستاد ! دیکھدا کونی بس گدّی ار ھینڈل کسوا کے اوپر ٹھاٹا سے۔ اور کے؟ انھاں نیں ٹھیک کر دے ار پیسے بھتا کتنے ھوئے۔"

مستری کہݨ لاگیا۔"مڈ گاڈ بی ٹھیک کردیوں؟"

منّے کیھیا۔" ھاں۔ کر دے۔"

کہݨ لاگیا۔" جے باقی چیجاں بی ٹھیک کرا لیو تو اچھا ھووے گا۔"

منّے کیھیا۔" اچھیا۔ کر دیو۔"

بولیا۔ " نیوں ایبے تھوڑی ھووے گا۔ دس پندرہ دن کا کام سے۔ اس نیں مھارے دھورے چھوڑ دیو۔"

" ار پیسے کتنے لیو گے؟"

کہنؑ لاگیا۔" بس تیس چالیس رپیئے لاگیں گے۔"

منّے کہیا۔ " بس کر رے انجینئر! جونسا کام کہیا سے۔ کر دے اَر پھالتو کا کام ناں کاڈھے۔"

مستری نیں تھوڑی دیر مینھ ھینڈل ار گدّی پھیر اونچی کر کے کَس دی۔ میں چالنؑ لاگیا تو مستری بولیا۔ " کَس تو دی ہے۔ پر پیچ سارے گھس گے سیں۔ ایبے تھوڑی دیر مینھ پھیر ڈھیلے ھو جیں گے۔"

منّے کہیا۔ " دیکھ رے اس ماٹس نیں! تنّے دو آنے پھیر کیاں کے لئے سیں۔"

بولیا۔" جناب! تھام نیں سائیکل بی تو مُپھت ملی ھووے گی۔ یا سائیکل تھارے ڈھبّی مِرجا ساب کی ھے ناں؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رے کالے! یا وائے سائیکل سے ناں جونسی مِرجا ساب پاچھلے سال بیچنؑ کھاتر آیا تھا۔ سیانؑ لی تنّے؟۔ بھائی! صدیاں لنگ گی پر اس سائیکل کی سجا ماپھ کونی ھوئی۔"

منےّ کیہیا۔" یا کے بات کری رے ! مِرجا ساب کو چھورا اسے پے تو کالج جایا کرے تھا۔ ار اس نیں اپنے کالج چھوڑے دو سال بی کونی ھوئے۔"

مستری بولیا۔" وا بات تو ٹھیک سے۔ پر مِرجا ساب جِب آپ کالج جایاکرے تھاتو اسے سائیکل پے جایاکرے تھا۔ "

یابات سُنڑ کے میری ھالت کچھ مُردنٹی سی ھو گی۔ میں سائیکل نیں پکڑ کے ھلوے ھلوے پیدل چال پڑیا۔ پرپیدل چالنٹا بی اوکھا ھو گیا۔ اس سائیکل کے چلانڑ مینھ گات کے اِسےپٹھیاں پے جور پڑے تھا جو دوسرے سائیکل چلانڑ میں استعمال کونی ھوندے۔ جیاں کرکے، ٹانگ، کاندھے، کڑ اَر ھاتھاں میں جگہ جگہ درد ھونڑ لاگ رھیا تھا۔ مِرجا ساب کا کھیال رو رو کے آنڑ لاگ رھیا تھا۔ پر میں کوسس کرکے اس کھیال نیں دل تے کاڈھ دیوں تھا۔ نئیں تو میں پاگل ھو جاندا۔ ار اس پاگل پنڑ کی ھالت مینھ میرے پے پہلا کام یو ھوندا اَک میں مِرجا ساب کے مکان کے آگے بیچ بجار ایک جلسہ کردا جس مینھ مِرجا ساب کی بے ایمانی اَر دگا باجی پے ایک لامبی سی تقریر کردا۔ اس دنیا کے اَر آنڑ آلی دنیا کے مانڑساں تئیں مِرجا ساب کی ناپاک

پھِطرت کھول کے بھتاندا۔ پھیر ایک چِتا بال کے اُس چتا مینھ اپنا آپا پھوک لیندا۔

گھنٹی ء سوچ بچار کے بعد میں اس نتیجے پے پوھنچ ء گیا اَک جیوکر بی ھو سکے، ایب اس سائیکل نیں اونٹے پونٹے پیسیاں مینھ بیچ دیوں اَر جو کچھ بی مل جے، اُس پے صبر کر لیوں۔ چولہے مینھ جاوے منافع، دس پندرہ رپئیاں کا نقصان بی ہو جے تو کھیر سے۔ چلو چالیس کے چالیس رپئیے تو گدھے کی گُونٹ مینھ کونی جاویں۔ راہ مینھ ایک اور سائیکل آلے کی دکان آگی۔ میں اوڑے ڈٹ گیا۔

دکان دار بھاج کے میرے کاھنی آیا۔ پر میری جیبھ تو جنّوں تالوے کا لاگ گی۔ بولیا ء کونی جاوے تھا۔ تالا سا لاگ گیا۔ ساری عمر مینھ ایب لگ کوئے چیج بیچی ء کونی تھی۔ منّے بیرا ء کونی تھا اَک اِسے موقعے پے کے کیہیا کریں سیں۔ گھنٹی ء سوچا ساچی کے بعد بس میرے مونھ تے نیوں ء لِکڑیا۔ "یا سائیکل سے۔"

دکان دار بولیا۔ "پھیر ! میں کے کروں؟"

میں بولیا۔ " لیوے گا؟"

کہنٹ لاگیا۔ " کے مطبل؟"

منّے کیہیا۔"بیچوں سوں میں۔"

دکان دار نیں میرے کاھنی نیوں دیکھیا۔ منّے لاگیا اَک وا میرے اوپر چور ھونڑ کا بِسواس کرے سے۔ پھیر سائیکل کاھنی دیکھیا۔ ایک بر پھیر میرے کاھنی دیکھیا۔ جنڑوں اس بات کا پھیسلہ نئیں کر سکیا اَک ماڑنس کونڑ سا سے اَر سائیکل کونڑ سا۔

پَر پھیر بول ع پڑیا۔"کے کرے گا رے ، توں اس نیں بیچ کے؟"

رب جانڑے اِسے سوالاں کا جواب کے ھوسے سے۔ منّے کیہیا۔

"کے توں نیوں پوچھنڑا چاھوے سے اَک جونڑسے رپیئے سائیکل بیچ کے ملیں گے، میں ان کا کے کروں گا۔"

کہنڑ لاگیا۔"وا بات تو ٹھیک سے۔ پر اس نیں لے کے کوئے کرے گا کے؟"

میں بولیا۔" اس پے چڑھے گا، اور کے کرے گا؟"

کہنڑ لاگیا۔" اچھیا۔ چڑھ بی گیا۔ پھیر؟"

منّے کیہیا۔" پھیر کے؟ پھیر چلاوے گا۔ اور کے؟"

دکان دار بولیا۔"اچھیا۔ ھوں۔۔۔۔۔ رے خدا بخش !
اورے آئیے مڑا سا۔ یا سائیکل بِکنْ آئی سے۔"
جس ماٹس کا نام خدا بخش تھا۔ اس نیں دور تے ء سائیکل کا ھنی نیوں دیکھیا جنٹوں سائیکل کی بانس سونگھے سے۔
پھیر اُن دونواں نیں آپس میں کوئے مِسکوٹ کری۔ اَر پھیر جس کا نام خدا بخش کونی تھا۔ میرے دھورے آیا اَر کہنْ لاگیا۔ " توں ساچی مینھ ء یا سائیکل بیچے سے؟"
منّے کیہیا۔" توں کے سمجھے سے اَک مینھ گھراں تے تیرے تئیں بات کرنْ کھاتر یو بہانہ کر کے آیا سوں۔۔۔۔۔۔ سوھرا تیرا۔۔۔ دیکھیا ء نیں اِسا۔"
پوچھنْ لاگیا۔" کتنے پِیسے لیوے گا؟"
منّے کیہیا۔ "توں بھتا۔"
کہنْ لاگیا۔"ساچی بھتاؤں۔۔۔۔۔"
منّے کیہیا۔" ھاں۔بھتا دے۔"
پھیر کہنْ لاگیا۔" ساچی ساچی بھتا دیوں؟"

میں بولیا۔ " لاگ دار! ایب بھتاوے بی گا اَک نیوں ء ترساندا رھوے گا؟"

کہݨ لاگیا۔"تین رپلّی ملیں گی، اس کی۔"

یا بات سُݨ کے میرے تو گات مینھ آگ لاگ گی۔ میرے ھاتھ، پیر اَر ھونٹ کانبݨ لاگ گے، گُسّے مینھ۔

منّے کہیا۔" رے چھوٹا موٹا کام کر کے پیٹ پالݨیئے کمیݨ مانُس۔ منّے اپݨی بے عجتّی کی کوئے پِھکر نئیں سے۔ پر تنّے اپݨی بے ھودہ بات گیلیاں جو اس بے جُبان تے صدمہ دیا سے۔ اُس پے میں تنّے قیامت تئیں ماف نئیں کر سکدا۔" نیوں کہہ کے، میں سائیکل پے بیٹھیا۔ اَر جور جور تے پیڈل مار کے سائیکل چلاݨ لاگیا۔

اِیبے بس بیس ایک ھاتھ گیا ھوں گا۔ جِب منُّے ایک دم نیوں لاگیا جݨوں دھرتی اُچھل کے میرے مونھ نیں آ لاگی ھو۔ امبر میرے سِر پے تے ھٹ کے میری لاتاں کے بیچ مینھ کو لنگ گیا ھو۔ اَر آسے پاسے کھڑی بلڈنگ اپݨی اپݨی جگہ بدل کے دوسری اوڑ چلی گئی ھوں۔ جِد میرے ھوش ٹھکاݨے آئے تو دیکھیا اَک مینھ پلاٹھی ماریں جمین پے بیٹھیا سوں۔ گھݨے ء دن تے میں نیوں جمین پے بیٹھیا ء کونی

تھا تو آج یو تمنّا بھی پوری ھو گی۔ میرے آسے پاسے کچھ ماڑس کٹھے ھو گے تھے۔ جوڑسے منّے دیکھ دیکھ کے ھانسن لاگ رے تھے۔ شیامی وا دکان تھی جڑے مڑی ھانڑ پہلاں منّے سائیکل بیچن کی ناکام کوسس کری تھی۔ جِد منّے چاروں پاسے دیکھیا تو بیرا پاٹیا اَک سائیکل کا اگلا پہیّہ سائیکل تے نیارا ھو کے سڑک کی دوسرے اوڑ پڑیا تھا۔ اَر باقی سائیکل میرے دھورے پڑی تھی۔ منّے ترنت اپنا آپّا سنبھالیا۔ جو پہیّہ سائیکل تے نیارا ھو گیا تھا۔ اُس تے ایک ھاتھ مینھ ٹھایا۔ باقی سائیکل دوسرے ھاتھ مینھ پکڑی اَر چال پڑیا۔ جو کام منّے کریا وا ایک بس نیوں ء ھونڑ آلی بات تھی ، ساچی پوچھو، تو ایب اس سائیکل تے میرا من اوٹھ لیا تھا۔

جِد میں یہ ساری چیج ٹھا کے چال پڑیا تو منّے اپنے آپ تے پوچھیا۔ " ماڑس۔۔۔۔یو توں کے کر رھیا سے؟۔ کڑے جاوے سے؟ تیرا ارادہ کے سے؟ ینھ دو پہیّے تنّے کیوں ٹھا راکھے سیں"۔

ان سارے سوالاں کا جواب بس یو ملیا۔ اَک دیکھیا جاوے گا۔ توں پہلاں اورے تے تو لِکڑ۔ ساری دنیا کے ماڑس تنّے دیکھن لاگ رے سیں۔ اپنا سِر اونچا راکھ اَر چالدا رہ۔ جوڑسے ھانسے سیں ،

انہاں نیں ھانسن دے۔ اس ڈھال کے گھٹیا لوگ ھر قوم اَر ھر دیش مینھ پائے جاویں سیں۔ آکھر ھو کے گیا؟ ایک ایکسیڈنٹ۔ سجّے ،کھبّے ناں دیکھ، بس چالدا رہ۔

مانساں کی اُولی سولی بات بی سُنٹ لاگ رھیا تھا۔

ایک بولیا۔" رے بھائی، ایب گُسّہ تھوک دے۔"

ایک اور بولیا۔" اے بے ھیا سائیکل۔ توں گھراں چال۔ تنےّ تو مینھ بھتاؤں گا۔"

ایک باپ اپنے چھورے کی آنگلی پکڑیں جاوے تھا۔ میرے کاھنی دیکھ کے بولیا۔" دیکھ بیٹا! یا سے سرکس آلی سائیکل۔ اس کے دونوں پہیےّ نیارے نیارے ھو سیں۔"

پر میں چالدا گیا۔ تھوڑی ء دیر مینھ، میں بساست تے دور لِکڑ آیا۔ ایب میری چال مینھ ایک ارادہ پایا جاوے تھا۔ میرا من جو پاچھلے کئی گھنٹیاں تے کوئے پھیسلہ لینٹ کی اُدھیڑبُنٹ مینھ تھا اَر گُسّے مینھ کچکچی کھاٹ لاگ رھیا تھا۔ ایب بوھت ء ھلکا سا لاگے تھا۔ میں چالدا گیا۔چالدا گیا۔ نیوں میں دریا کے نیڑے پوھنچ گیا۔ پُل پے کھڑیا ھو کے منےّ دونوں پہیےّ ایک ایک کر کے اتنی بے پروائی گیلیاں دریا

ینھ گیر دئیے جنّوں کوئے کھط گیرنٹ آلے ڈِبّے ینھ کھط گیر دا ھو۔ پھیر واپس گام کاھنی چال پڑیا۔

سب تے پہلاں میں، مِرجا ساب کے گھراں گیا۔ کِواڑ کھڑکائے۔ مِرجا ساب بولیا۔ " بھیتر آجیا۔"

منےّ کہیا۔" ناں یار۔ توں ء باھر نیں آجیا۔ میں تیرے برگے گیانی ار اللہ لوگ مانّس کے گھراں بِنا وجو کریں کیو کر آسکوں سوں۔"

جِب مِرجا ساب باھر آیا تو منےّ اپنٹی گوجھی ینھ تے وا سائیکل کے پیچ کسنٹ آلی چابی کاڈھی ار اُس کے ھاتھاں ینھ پکڑا دی۔ جونٹسی اُس نیں سائیکل گیلیاں مُپھت ینھ میرے تے دی تھی۔

میں بولیا۔" مِرجا ساب ! ایب اس چابی گیلیاں توں ء کچھ ٹھیک کرلئے۔ میرے تو ایب یا کسے کام کی رھی نئیں۔ "

گھراں پوھنچ کے منےّ علم کیمیّا کی اُس کِتاب پے پھیر دھیان لایا جو منےّ بارھویں جماعت ینھ پڈھی تھی۔

سبیرے جو آنکھ میری کھلی

(پطرس بخاری کے مضمون کا ہریانوی ترجمہ)

نجمہ عثمان

گادڑ کی موت آوے، شہر کا ھنی بھاجے۔ میرا بخت جاگیا اک ایک دن اپنے پڑوسی لالہ کریا شنکر جی بے چارے تے باتا باتا مینھ کہہ دیا۔ "بھائی امتحان کے دن تھوڑے رہ گے۔ تیں سبیرے سبیرے اُٹھے سے۔ منّے بھی جگا دیا کر۔" وا بھائی تو لاگے باٹ مینھ ء تھا۔ اگلے دن، اس نیں تو لیا اللہ کا نام اَر دے دھما دھم میرے کِواڑ پیٹنے شروع کر دئیے۔ مڑی ہانڈ تو منّے لاگیا، میں نیند مینھ سوں۔ ایبے تے کے فکر، آنکھ کھل گی تو لاحول ولا پڈھ لیوں گا۔ پر وا بمباری تو تیز ہوندی گئی۔ لے بھائی۔ جِب کمرے کی چاروں کاندھ ھالنڑ لاگ گی۔ گھڑے پے دھیریا گلاس ناچنڑ لاگیا۔ ار کاندھ پے لٹکیا کیلینڈر

پینڈو لیم کی طریوں ھالنڑ لاگیا تو منّے جاگنا ء پڑیا۔ پر ایب کواڑ لگاتار پیٹے جا رے تھے۔ میری کے اوقات تھی، ان اودھم تے تو میری سات پشت قبراں مینھ اُٹھ کے بیٹھ گی ہونگی۔

منّے واج ماری۔" اچھیا۔۔ اچھیا۔۔ تیری مھربانی۔۔۔۔۔ جاگ گیا۔۔۔۔ بہت اچھا۔ احسان ہے تیر۔"

پر وینھ حضرت کے مجال جے اُڑے تے ھال لیں۔ " اے میرے خدا، کونسی بری گھڑی تھی؟ یو بندہ سوئے ہوئے نیں جگاوے سے اک مردے کی چِتا جلاوے سے۔ "نیوں تو حضرت عیسی بھی کونی کردے ہونگے۔ ماٹھی سو واج مینھ "قم" کہہ دیندے ہونگے۔ زندہ ہو گیا تو اس کی مرضی۔ نئیں تو نیوں ء چھوڑ دیندے ہونگے۔ وینھ کے مردے کے پاچھے لٹھ لے کے پڑ جاندے ہونگے۔ توپ تو کونی لے کے چڑھائی کردے ہونگے۔؟ یو میرے پے ہویا کونی اک کواڑ کھول دیوں ۔ بسترے مینھ تے اٹھنڑ واسطے بھی تو گھنٹے ء لارے لپے لانڑے پڑیں سیں۔ اس دکھ کا اندازہ تو وینھ ء کر سکیں سیں جو مھارے دکھ

مینھ شریک ہوں۔ آخر کار لیمپ جلایا تو اس کی روشنی کواڑاں تے باھر گئی تو طوفان تھم گیا۔

منےّ کھڑے ہو کے کھڑکی مینھ کو دیکھیا تو اسمان تاریاں تے بھریا پڑیا تھا۔ سوچیا، آج تو بیرا پاڑ کے ء رھوں گا اک یو سورج کِس پاسے تے لِکڑے سے۔ میں اورے دھورے کھڑکی مینھ چکر کاٹڈا رھیا پر اسی کوئے نشانی بھی نو بیر کے ٹیم نظر نئیں آئ۔ جن کا ذکر بڈے بوڈھیاں پے سݨ راکھیا تھا۔ تو بھائی فکر سی لاگ گی اک آج سورج گھݨ تو نئیں لاگ گیا۔

کچھ پلے کونی پڑی تو پڑوسی تے روکا ماریا۔ "بھائی او۔۔۔۔" جواب آیا۔ "ہاں"

میں بولیا۔ " آج یو کے بݨی ، اندھیرا اندھیرا سا ہے" ۔ تین بجے کا سݨ کے میرا تو سانس اوپر کا اوپر ار تلے کا تلے۔۔۔ منےّ حیران ہو کے پوچھیا۔ "کے کہیا سے تنےّ؟ تین بجے سیں؟" بولیا: "تین تو کونی۔۔ ساڑھے سات منٹ اوپر ہو رے سیں تین تے۔" بولیا: ارے

بھوتنی کے، طرم خان، چبل، کت ء منٗے تیرے سے سبیرے جگاݨ
کا کیہا تھا یو نیوں کیہا تھا کہ سرے تے سوݨ ء نہ دئیے۔ تین بجے
جاگنا کت کی شرافت سے۔ ؟ تنےّ میں کوئے ریلوے گارڈ سمجھ راکھیا
سوں۔ تین بجے اٹھݨ آلا ہوندا تو بابو میرے صدقے واری جاندا۔
اوئے بے وقوف آدمی۔ تین بجے اٹھ کے بھلا میں زندہ رہ سکوں
سوں ؟ سونے کا چمچہ مونھ مینھ لے کے پیدا ہویا سوں۔ کوئے ماڑی
بات کونی۔ لا حول ولا قوۃ۔" جی تو چاہ رہیا تھا اک اس کے دو چار
ریپٹے دھروں۔ فیر جی مینھ آیا، کے ساری دنیا تے ٹھیک کرݨ کا منٗے
ٹھیکہ کے راکھیا سے۔ منےّ تو اپݨے کام تے غرض ہوݨی چاہیے۔ بس
لیمپ بجھایا ار بڑبڑ کردا ہویا سو گیا۔ ار فیر روز کی طریوں، بھلے
ماݨساں جیوں دس بجے اٹھیا۔ بارہ بجے لگ مونھ ھاتھ دھوئے۔ ار
چار بجے چاء پی کے ٹھنڈی سڑک پے سیر واسطے لکڑ گیا۔ سورج ڈھلے
ھاسٹل واپس آیا۔ جوانی کا جور تو اپݨی جگہ۔۔ شام کا جی نیں کھراب

کرنْ آلا وقت۔ ہوا بھی گھنّی سوہنّی چال ری تھی۔ دل بھی مڑا عاشقانہ ہو رہیا تھا۔ میں اپنّے آپ مینھ گم، گاندا ہویا کہرے مینھ بڑیا کہ

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے

اتنی سی دیر مینھ پڑوسی کی واج آئی۔۔" مسٹر۔۔۔۔"

میں بس چٹکی بجانْ لاگیا ء تھا۔ بس فیر آنگلی اوٹھے کی اوٹھے ء رک گی۔ ارکان واج کاھنی لاگ گے۔ بولے۔"یو تیں گانْ لاگ رہیا سے؟" (گھنّا جور "تیں" پے تھا)

منّے کیہا: "میں بھلا کس قابل۔ خیر فرماؤ۔"

بولے۔ میں تنگ ہو رھیا سوں۔ "

بس فیر میرے اندر جو گانْ کی روح جاگی تھی۔ ایک دم پھڑک گی۔ دل نیں کیہا۔ او بے کار آدمی۔۔ دیکھ لے پڈھنْ آلے لوگ نیوں پڈھیں سیں۔ اللہ تے دعا مانگی۔ " اللہ پاک۔ ایب میں بھی خوب جی لا کے پڈھوں گا۔ منّے ھمت دے پڈھنْ کی۔ " آنجھو صاف کر کے ار جی کرڑا کر کے بینچ کے سیامھی بیٹھ گیا۔ داند بھینچ لئے۔ ٹائی

کھول دی۔ کمیج کی بانھ اوپر چڑھالی۔ پر سمجھ کچھ نی آئی کے کروں تو کروں کے۔ سامنڑے رنگ برنگی کتاباں کا ڈھیر لاگ رہیا تھا۔ ان مینھ تے پڑھوں کونسی۔ فیر فیصلہ کریا اک پھلوں ساری کتاباں نیں ترتیب گیلیاں دھر لیوں فیر پڑھنڑا شروع کروں گا۔ بڈی کتاب ایک کاھنی دھری۔ چھوٹی دوسری کاھنی۔ ایک پنّے پے ساری کتاباں کے صفحے گنڑ کے لکھ لئے۔ ار 15 اپریل تک کے دن بھی۔ جب ورقے دناں پے تقسیم کرے تو ساڑے پانچ سو جواب آیا۔

پر ھم پریشان ہونڑ آلے دن توپیداء کونی ہوئے تھے۔ پھلے تو جی مینھ تھوڑا ملال آیا۔ اک سبیرے تین بجے اٹھ کے پڑھنڑا چائیے تھا۔ فیر نیند پوری نہ ھونڑ کے مسئلیاں پے غور کریا۔ فیر اپنڑے پے لعنٹت بھیجی ۔ آخر کار اس نتیجے پے پوھنچیا اک بھای تین بجے اٹھنڑا تو نری فضول حرکت سے۔ ھاں، پانچ، چھ ، سات بجے جاگنڑا ٹھیک سے۔ صحت بھی ٹھیک رہوے گی۔ ار امتحان کی تیاری بھی بلاناغہ ہو جے گی۔

"ہم خُرما و ہم نوام" یو تو منّے بیرا سے اک سبیرے جلدی اٹھنْ واسطے رات نیں جلدی سوٹا پڑے سے۔ روٹی باھر تے کھا آیا تھا۔ بسترے پے لوٹ گیا۔ ایک دم جی مینھ آیا اک لالہ جی تے سبیرے اٹھانْ کا کہہ دیوں۔ نیوں تو میں آپ بھی جس کام نیں کرنْ کا سوچ لیوں سوں فیر کر کے ء رھوں سوں پر فیر بھی اس تے کہنْ مینھ ھرج ء کے سے۔ ڈردے ڈردے روکّا ماردیا۔ " لالہ جی۔۔۔ او لالہ جی۔" پلٹ کے اونھاں نیں دو ھتّڑ سی ماری۔۔۔۔" یس۔۔۔" میں تو گھنٹا ء ڈر گیا اک لالہ جی روس گے۔ ماٹھی سی، میمنٹی سی واج مینھ کیہا۔" لالہ جی۔ سبیرے تنّے گھنٹی ء تکلیف ہوئی جیاں کھاتر مینھ شکر گزار سوں۔ تڑکے نیں جے منّے چھ بجے۔۔۔۔ میرا مطبل جس وقت چھ بجے سیں۔ اس وقت ٹھا دیو تو مھربانی۔ لالہ جی سنْیا کے ناں۔" ترنت جواب آیا۔" سنْ لیا بھائی سنْ لیا۔ چھ بجے ٹھا دیوں گا۔" میں بولیا: "بوھت اچھا۔"

توبہ سے۔ اللہ کسے کا محتاج ناں کرے۔ لالہ جی تو بوھت سیدھے لکڑے۔ اگلے دن سبیرے چھ بجے کوار بجاٹا شروع کر دئیے۔ ان کا جگاٹا تو بس اینویں ء تھا۔ میں تو سُپنا پورا ہوݨ کی باٹ مینھ تھا۔ وینھ ناں جگاندے تو ایک آدھ منٹ مینھ آپے اُٹھ جاندا۔ خیر منّے ان تئیں شکریہ بولیا ار اس نیں بھی نیوں قبول کریا کہ کواڑاں پے گوٹہ باری بند کر دی۔ اس کے بعد کے ہویا۔ اس بارے مینھ ناں ء پوچھو تو ٹھیک سے۔ کسے ایک بات پے بات ہوندی تو میں قسم ٹھا سکوں سوں اک منّے آنکھ کھول لی تھی۔ اریو بھی یاد سے اک منّے ایک سچے مسلمان کی طریاں کلمہ شھادت پڑھ لیا تھا۔ اریو بھی یاد سے، اٹھݨ تے پہلے ایک دو بریاں مسکوڑے بھی مارے تھے۔ اس کے بعد کی کاروائی کا کوئے بیرا نی۔

کے بیرا سوڑھ تاردی تھی اک مونھ پے اوڈھ لی تھی۔ یا شاید کھانسی کری تھی اک لامبے خراٹے لئے تھے۔ خیر اس بات کا پورا یقین سے اک دس بجے میں جاگ لیا تھا۔ پر یو بات کونی یاد اک لالہ جی کے

جگان کے بعد ار اٹھنڑ تے پھلاں میں سوؤں تھا اک پڑھوں تھا۔ منّے لاگے میں پڑھوں تھا۔۔۔۔ ناں، سوؤں تھا۔۔۔۔ چھوڑو جی، یو تو نفسیات کا مسئلہ سے۔ اپٹا اس تے کے کام۔۔۔۔ کے بیرا لالہ جی نیں جگایا ء دس بجے ہو۔ ار نیوں بھی ہو سکے سے اک اس دن چھ ء دیر تے بجے ہوں ۔ ناں بھئی۔ آپاں اللہ کے کاماں مینھ کوئے دخل نئیں دے سکدے۔ پر سارے دن دل مینھ یو بات کھٹکدی رھئی کہ بھائی قصور تیرا اپٹا سے۔ بھائیو۔ مھاری شرافت تو چیک کرو۔ صرف شک نیں لے کے میں سارا دن بھیتر کی واج سنڈا رھئیا۔ ار اپٹے آپ نیں کوسدا رھئیا۔ پر لالہ جی گیلیاں خوب ھانس ھانس کے باتاں کری۔ شکریہ بھی بولیا۔ صرف اس واسطے کہ ان کا جی میری اوڑ تے خراب ناں ہو۔ خوب ء خوش خوش رھئیا کہ بھائی تیری بڈی مھربانی سے منے آج سبیرے کا سوھٹا ار روح نیں معطر کرنڑ آلا بخت دیکھیا۔ ار خوب پڑھائی کری نئیں تو روف کع طریوں دس بجے اٹھیا کردا۔

لالہ جی۔ سبیرے سبیرے بندے کا دماغ کتنا تیز کام کرے سے۔ جو یاد کرو اسے بخت یاد ہو جے سے۔ بھائی ساب۔ اللہ میاں نیں سبیرے کا بخت بھی خوب ۶بنٹایا سے۔ سبیرے کی بجائے سبیرے سبیرے شام ہو جاندی تو سارے دن کا بیڑا غرق ہو جاندا۔ لالہ جی نیں میرے اس چھوڑو پروگرام کا جواب نیوں دیا۔ بولے۔" فیر کالھ تے چھ بجے جگا دیا کروں؟" میں ایک دم بولیا۔" ھاں ھاں۔یو بھی بھلا کوئے پوچھنؑ کی بات سے۔" شام نیں ء اگلی سبیر واسطے دو کتاب نیاری کر کے دھر دی۔ کرسی کھاٹ کے دھورے سرکا لی۔ سردی کا کوٹ ار مفلر کرسی کے کرڑپے لٹکا دیا۔ ٹوپا ار دستانے بھی دھورے دھر لئے۔ دیا سلائی ٹھوھنؑ واسطے سرھانےؑ تلے ھاتھ ماریا۔ تین بریاں آیت الکرسی پڈھی ار جی مینھ خوب سوھنےؑ منصوبے بنٹا کے سو گیا۔

سبیرے نیں لالہ جی کے کواڑ کھڑکانؑ کی دیر تھی۔ منّےؑ پٹ دنےؑ سی آنکھاں کھول لی۔ بڈا سا جگرا کر کے سوڑھ کے مورے مینھ کو گڈ

مارننگ بولیا ارنیوں کھانسی کری جنٹوں میں جاگیا بیٹھی اسوں۔ بس فیر لالہ جی مطمئین ہو کے چلے گئیے۔ ایک دم اٹھ کے بیٹھنڑ پے منےّ اپنڑے آپ تے گھنٹیء داد دی۔ دل کے سمجھایا اک سبیرے اٹھنٹا تو بڈی بات کونی۔ دل بولیا:۔۔ ھاں تو۔ اور کے۔ تیں تو اینویں ڈرے تھا۔ " منےُ سوچیا۔" ھاں یار۔ تیں ٹھیک کھوے سے۔ جے میں نیستی نیں اپنڑے دھورے ناں آنڑ دیندا تو اس کی کے مجال تھی کہ میرے دھورے آندی۔ اس وقت بھی لاہون مینھ نیستی کے مارے لاکھوں لوگ پھپھارے ہوں گے۔ ایک میں سوں اک اپنڑے کام واسطے جاگیا بیٹھی اسوں۔ مھارے بھیتر تو گنڑ کوٹ کوٹ کے بھرے پڑے سیںَ۔

سوچدے سوچدے ناک نیں تھوڑی سردی لاگی تو سوڑھ تھوڑی سی اوپر سرکالی۔۔ بوھت خوب یار۔۔۔۔

آج تو مینھ بڈے صحیح وقت پے جاگی اسوں۔ بس تھوڑے دن مینھ عادت پکی ہوجے فیر قرآن مجید بھی روف پڈھیا کروں گا۔ مذہب تو

سب سے پھلاں ہووے سے۔ ھم تو آئے دن کافر ہوندے جا رے
ساں۔ نیوں سمجھاں ساں اک آپے سارے کام کر لیاں گے۔ بے
چارہ اکبر تو ساری عمر کہندا کہندا مر گیا پر مھارے کان پے جوم لگ نا
سرلائی۔ (سوڑھ کاناں تئیں آگی) تو آج فیر میں جاگ ء گیا سبیرے
سبیرے۔ مطبل کالج لاگݨ تے چار گھنٹے پیھلاں۔ میرے تو نیوں پلے
کونی پردی اک کالج سات بجے کیوں شروع ہووے سے۔ (سوڑھ سر
پے) بھائی بات اصل مینھ یو سے کہ نئی تھذیب مھاری پرانٹی اقدار کا
گَل گھوٹݨ لاگ ری سیں۔ پھلی روٹی توڑیں سیں۔ (آنکھ بند ہوݨ
لاگ گی) اچھا ایبے چھ بجے سیں تو اس کا مطبل ہویا کہ لگا تار تین
گھنٹے پڑھیا جا سکے سے۔ پر سوال یو سے اک پیھلے کونسی کتاب
پڑھوں۔ شیکشپیر یا ورڈزورتھ؟ منّے لاگے شیکسپیئر ٹھیک رھوے گا۔
اس کی کتاباں مینھ اللہ کی عظمت ار بڈائی بھی دیکھے سے۔ ار سبرے
سبیرے اللہ کی یاد تے اچھی ہور کے چیز ہو سکے سے۔ فیر خیال آیا کہ
اس قسم کے واھیات خیالاں گیل دن کا شروع کرݨا اچھی بات

کونی۔ ورڈزورتھ پڑھو لیوں سوں۔ اس کی شاعری مینھ اللہ کی بٹائی ہوئی چیزاں کے بارے مینھ لکھ رھیا سے۔ جس نیں پڑھ کے دل نیں سکون ملے گا۔

ھاں۔ پر شیکسپئیر ٹھیک رھوے گا۔ ناں یار ورڈزورتھ ٹھیک سے۔

لیڈی میکبیتھ۔۔۔ جنونی۔۔۔۔ سبزہ زار۔۔۔۔ سنجر

۔۔۔۔ سنجر۔۔۔ بادبہاری۔۔۔ قید ہوس کشمیر۔ مار منٗے سکون کے نام کی چیز کونی بھئی یو مسئلہ تو ایب مسئلہ کشمیر بنٗ گیا۔ ایب کے جو منٗے ورڈزورتھ پڑھنٗ کھاتر مونھ سوڑھ مینھ تے کاڈھیا تو پورے دس بج رے تھے۔ اس مینھ بیرانی کے راز تھا۔

کالج گیا تو لالہ جی سے ٹاکرا ہوگیا۔ بولے۔" بھائی، سبیرے منٗے تیرے تے دو بریاں روکے مارے تھے۔ تیں بولی اکونی۔ میں کھلکٹھا مارکےک ھاٹیسا اربولیا۔

"اوئے لالہ جی۔ تنٗے یاد کونی۔ منٗے تیرے تے گڈ مارننگ بولیا تھا۔ میں توپیھلاں تے ء جاگیا بیٹھیا تھا۔ بولے۔" بھائی اس کے بعد

سات بجے لگ تیرے تے تاریخ پوچھی تھی۔ تنّےُ کوئے جواب کونی دیا۔ منّےُ حیران ہو گے اس کا ھنی دیکھیا۔ اک تیں پاگل تو نئیں ہو گیا۔ ار فیر تھوڑا بھولا مونھ بنّا کے سوچنڑ لاگیا۔ ار بولیا:" بھائی۔ میں نماز پڑھوں تھا۔ "

لالہ جی تو بوھت گھنڑے مرعوب ہوئے ار میں بھولا سا مونھ بنّا کے کرے کا ھنی چال پڑیا۔ ایب روز نیوں ھونڑ لاگ گیا۔

جاگنّا نمبر 1۔ ۔۔۔ چھ بجے۔۔۔۔ جاگنّا نمبر 2۔۔۔۔ دس بجے اور اس کے بیچ میں لالہ جی روکے ماریں تو نماز کا بھانہ۔ جس عمر مینھ گھنڑے سارے سپنے زندہ تھے تو جی کرے تھا۔ سورج کی روشنی سوندے ہوئے کے مونھ پے پڑے۔ ار میں جاگنڑ کے دھورے دھورے ہوؤں تو کوئے سوھنڑی کی چھوری اپنڑی سوھنڑی سی آواج گیل منّےُ جگاوے ار اپنڑے سوھنڑے ھاتھ میرے بالاں مینھ پھیردے ہوئے گاوے۔۔۔۔۔۔۔ او میرے پیارے جاگ جا۔۔۔

سپنا میرے اعصاب پے چھا جے ار جب میں آنکھ کھولوں تو سارا اندھیرہ ٹھیب ہووے۔ مست ہو کے آنکھ کھلیں ار فیر آنکھاں انکھاں مینھ بات ہووے۔ ارنیوں گیت گاندے ہوئے سبیر گھنی چمک دار ہو جے۔

"سانوری صورت تیری من کو بھائے"

ار فیر ایک دوسرے نیں دیکھ کے سرماں جیاں۔ پر مھارے نصیب کت تھے۔ پیلھے، مسٹر مسٹر ار فیر کواڑاں گیل دھما دھم شروع ہوجے سے ار فیر چار گھنٹے بعد کالج کا گھڑیال دماغ پے جا کے لاگے سے۔ بھائی جی۔ سکون ان چار گھنٹیاں مینھ بھی کونی ۔ کدے گڑوی گرنڑ کی واج۔ کدے دیگچے الٹنڑ کی۔ کواڑ بند ہونڑ کی۔ کتاباں جھاڑنڑ کی۔ کرسیاں کے سرکانڑ کی واج۔ کھنگھارنڑ ار کھانسی کی واج ۔ تو نیوں لاگے سے ٹھمری گائی جاری ہو۔ ایب بندی آپے اندازہ کر سکے سے ۔ ان سارے غل غپاڑیاں مینھ سُر کی کتنی گنجائش ہو سے۔

موت منےّ نظر آوے سے

جب اپنڑے کاھنی دیکھوں سوں۔